

عبادات و معاملات اور اخلاق ميں

محمد ﷺ كا طريقہ

تاليف

د/أحمد بن عثمان المزيد

لكچرار شعبه اسلاميات

جامعة الملك سعود

ترجمہ

شفیق الرحمن ضياء اللہ مدنی

مراجعہ

عطاء الرحمن ضياء اللہ

ناشر

المركز العالمی للتعريف بالرسول ﷺ ونصرتہ

ربو - رياض - مملكة سعودی عرب

www.mercyprophet.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مَعْلَمَةٌ

ہر قسم کی تعریف اللہ کے لئے ہے اور درووسلام نازل ہوا اللہ کے رسول پر اور آپ کے آل و اصحاب پر۔
 اما بعد: اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت یہ ہے کہ ہمیں اسلام سے نوازا، جو فطرت و اعتدال کا دین ہے، ایک ہمہ گیر اور مکمل دین ہے، علم و اخلاق کا دین ہے، ہر زمان و مکان کے لئے موزوں و مناسب دین ہے، آسانی و رحمت کا دین ہے، ایک ایسا دین ہے جس میں تمام مشکلات کا حل موجود ہے۔

لہذا بالخصوص موجودہ دور میں اس دین کی خصوصیات اور اچھائیوں کو تمام عالم کے لئے بیان کرنے کی کتنی (سخت) ضرورت ہے، تاکہ دین اسلام کی روشن حقیقی صورت ان کے سامنے آسکے۔
 اور آپ ﷺ کا طریقہ ہی اس دین کا عملی جامہ ہے، کیونکہ آپ ﷺ کے طریقہ میں تمام وہ خصائص جمع ہیں جنہوں نے دین اسلام کو ایسا دین بنا دیا جس کا قبول کرنا اور عمل میں لانا بے حد آسان ہے، اور یہ اس وجہ سے ہے کہ آپ ﷺ کا طریقہ (اسوہ) زندگی کے تعبدی، عملی، اخلاقی، مادی اور روحانی تمام گوشوں پر محیط

ہے۔ یہ کتاب جسے میں نے ابن قیم کی کتاب "زاد المعاد فی ہدی خیر العباد" جو سیرت نبوی کے باب میں سب سے افضل کتاب مانی جاتی ہے سے منتخب کیا ہے، اسمیں نبی ﷺ کے زندگی کے تمام گوشوں میں آپ ﷺ کے طریقے کو قریب کر دیا گیا ہے، تاکہ ہم آپ ﷺ کی اقتدا کر سکیں اور آپ ﷺ کے طریقے پر چل سکیں۔¹ ہم اللہ سے اخلاص اور قبولیت کا سوال کرتے ہیں، اور دعا گو ہیں کہ اس کتاب میں برکت عطا فرمائے۔²

د/احمد بن عثمان المزید

dralmazyad@gmail.com

¹ ان شاء اللہ عنقریب اس کتاب کا ترجمہ دنیا کی اہم زبانوں میں کیا جائے گا، اور اسے انٹرنٹ پر فراہم کیا جائیگا تاکہ آسانی سے اس کی نشر و اشاعت ہو سکے اور ساری دنیا میں اس سے استفادہ کیا جا سکے، اور اس کے بعد ان شاء اللہ میری دوسری کتاب "اسلام کی خصوصیات اور اس کی خوبیاں" کے نام سے عمل میں آنے گی۔

² میں نے اس کتاب میں مختصراً حدیث کی تخریج کر دی ہے، صحیحین کے لئے "ق" بخاری کے لئے "خ" مسلم کے لئے "م" ابو داؤد کے لئے "د" ترمذی کے لئے "ت" نسائی کے لئے "ن" ابن ماجہ کے لئے "جہ" اور مسند احمد کے لئے "حم" کا رمز اختیار کیا ہے۔

۱۔ طہارت اور قضاے حاجت میں
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ^۱
 ا۔ قضاے حاجت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا
 طریقہ:

- ۱۔ آپ ﷺ جب بیت الخلاء میں داخل ہونے کا
 قصد کرتے تو کہتے: (اللهم إني أعوذ بك من
 الخُبثِ والخبائثِ) "اے اللہ! میں خبیث جنوں
 اور جنیوں کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں"
 (متفق علیہ)
- اور جب بیت الخلاء سے باہر نکلتے تو کہتے
 (غفرانک) "اے اللہ! میں تیری بخشش چاہتا
 ہوں" (داود, ترمذی, ابن ماجہ)
- ۲۔ آپ ﷺ اکثر بیٹھ کر پیشاب کرتے تھے۔
- ۳۔ آپ ﷺ کبھی پانی سے استنجاء کرتے, تو کبھی
 پتھر سے, اور کبھی پانی اور پتھر دونوں سے
 کرتے تھے۔
- ۴۔ آپ ﷺ بائیں ہاتھ سے استنجاء یا

¹ زادالمعاد (۱/۱۶۳)

- استجمار (پتھر استعمال) کرتے تھے۔
- ۵- آپ ﷺ جب پانی سے استنجاء کرتے تو اس کے بعد زمین پر اپنے ہاتھ کو مارتے (یعنی مٹی سے رگڑ کر دھوتے تھے)۔
- ۶- آپ ﷺ دوران سفر قضاء حاجت کے لئے اتنا دور نکل جاتے کہ اپنے ساتھیوں سے اوجھل جاتے تھے۔
- ۷- آپ ﷺ کبھی کسی نشان کے ذریعہ اڑ کرتے، تو کبھی کجھور کی جھاڑیوں، تو کبھی درخت کے ذریعہ پردہ کرتے تھے۔
- ۸- آپ ﷺ پیشاب کے لئے زمین کے نرم حصہ کو تلاش کرتے۔
- ۹- آپ ﷺ جب قضاے حاجت کے لئے بیٹھتے تو جب تک زمین سے بالکل قریب نہ ہو جاتے اپنے کپڑے کونہ اٹھاتے تھے۔
- ۱۰- پیشاب کی حالت میں اگر کوئی آپ ﷺ سے سلام کرتا ﷺ تو اس کا جواب نہیں دیتے تھے۔
- ب- وضوء میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا

طریقہ^۱:

- ۱- آپ ﷺ اکثر ہر نماز کے لئے وضو کرتے اور کبھی ایک ہی وضو سے کئی نمازیں پڑھتے تھے۔
- ۲- آپ ﷺ کبھی ایک مد پانی سے، اور کبھی دو تہائی مد سے، تو کبھی اس سے زیادہ پانی سے وضو فرماتے تھے۔
- ۳- آپ ﷺ وضو میں پانی کا بہت کم استعمال کرتے، اور اپنی امت کو اس میں اسراف و فضول خرچی کرنے سے منع فرماتے تھے۔
- ۴- آپ ﷺ وضو میں کبھی ایک ایک مرتبہ، کبھی دو مرتبہ، تو کبھی تین تین مرتبہ اعضاء کو دھوتے، اور کبھی بعض اعضاء کو دو مرتبہ اور بعض کو تین مرتبہ دھوتے، لیکن آپ ﷺ نے کبھی تین مرتبہ سے زیادہ نہیں دھویا۔
- ۵- آپ ﷺ کبھی ایک ہی چلو سے کلی کرتے اور ناک میں پانی ڈالتے، اور کبھی دو چلو، تو کبھی تین چلو سے، نیز کلی اور ناک میں پانی

^۱ زاد المعاد (۱/۱۸۴)

- ایک ہی ساتھ ڈالتے تھے۔
- ۶- آپ ﷺ دائیں ہاتھ سے ناک میں پانی چڑھاتے اور بائیں سے ناک صاف کرتے تھے۔
- ۷- آپ ﷺ جب بھی وضو کرتے تو کلی کرتے اور ناک میں پانی ڈالتے تھے۔
- ۸- آپ ﷺ پورے سر کا مسح کرتے تھے، اور کبھی دونوں ہاتھوں کو آگے اور پیچھے لے جاتے تھے۔
- ۹- جب آپ ﷺ پیشانی پر مسح کرتے تو باقی مسح اپنی پگڑی پر مکمل کرتے تھے۔
- ۱۰- آپ ﷺ سر کے ساتھ کان کے ظاہری و باطنی حصہ کا مسح کرتے تھے۔
- ۱۱- آپ ﷺ جب موزے اور پائتباہے نہ پہنے ہوتے تو دونوں پیروں کو دھوتے تھے۔
- ۱۲- آپ ﷺ کا وضو ترتیب وار اور پیے در پیے ہوتا تھا، آپ ﷺ نے اسمیں کبھی بھی خلل نہ ہونے دیا۔
- ۱۳- آپ ﷺ (بسم اللہ) کے ذریعہ وضوء شروع کرتے اور آخر میں یہ دعا پڑھتے: (أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له، وأشهد أن محمدا عبده

و رسوله، اللهم اجعلنى من التّوابين واجعلنى من المتطهّرين) "میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں وہ اکیلا ہے اسکا کوئی شریک نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں، اے اللہ! مجھے بہت زیادہ توبہ کرنے والوں، اور پاکی حاصل کرنے والوں میں سے بنادے" (ترمذی)

اور فرماتے (سبحانك اللهم وبحمدك، أشهد أن لا إله إلا أنت، أستغفرك وأتوب إليك): "اے اللہ! تیری ذات پاک ہے اپنی حمد کے ساتھ، میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں، میں تجھ سے مغفرت و بخشش طلب کرتا ہوں اور تیرے حضور توبہ کرتا ہوں"

۱۴۔ آپ ﷺ یا آپ کے صحابہ کرام وضو کے شروع میں کبھی بھی یہ نہیں فرماتے: (نویتُ رفع الحدث) "کہ میں نے اس سے حدث (ناپاکی) کو زائل کرنے کی نیت کی ہے۔" یا "نماز کو جائز کرنے کا ارادہ کیا ہے۔"

۱۵۔ آپ ﷺ کہنیوں اور ٹخنوں سے آگے نہ بڑھتے تھے۔

۱۶۔ آپ ﷺ اپنے اعضاء وضو کو سکھانے کے عادی نہ تھے۔

۱۷۔ آپ ﷺ کبھی اپنی داڑھی کا خلال کرتے لیکن اس پر ہمیشگی نہ برتتے تھے۔

۱۸۔ آپ ﷺ اپنی انگلیوں کا بھی خلال کرتے تھے لیکن اس پر ہمیشگی نہ کرتے تھے۔

۱۹۔ آپ ﷺ کا یہ طریقہ نہ تھا کہ جب بھی آپ ﷺ وضو کرتے تو آپ ﷺ پر پانی ڈالا جاتا، بلکہ کبھی آپ ﷺ اپنے اوپر خود ڈال لیتے، اور بسا اوقات دوسرا شخص ضرورت کے وقت پانی ڈالنے میں آپ ﷺ کی مدد کرتا۔

ج۔ دونوں موزوں پر مسح کرنے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ^۱

۱۔ صحیح سند سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ سفر و حضر دونوں میں مسح کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے مقیم کے لئے ایک دن اور ایک رات اور مسافر کے لئے تین دن اور تین رات مدت مسح مقرر کیا ہے۔

^۱ زاد المعاد (۱/۱۹۲)

۲- آپ ﷺ موزے کے ظاہری حصہ پر مسح کرتے تھے، آپ ﷺ نے پائتباہے پر مسح کیا ہے، اور صرف عمامہ پر مسح کیا ہے۔ اور کبھی پیشانی کے ساتھ پگڑی پر مسح کیا۔

۳- پیروں کے سلسلے میں آپ ﷺ تکلف سے کام نہ لیتے، اگر موزے پہنے ہوتے تو مسح کر لیتے اور موزے نہ پہنے ہوتے تو دھولیتے۔

د- تیمم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ^۱

۱- آپ ﷺ جس زمین پر نماز پڑھتے اسی پر تیمم کرتے تھے خواہ وہ مٹی ہوتی یا ریت یا دلدل (شوریلی زمین) ہوتی۔ اور فرماتے: "جہاں بھی میری امت کا کوئی شخص نماز پالے تو اسی جگہ اسکی مسجد اور طہارت کا سامان موجود ہے" (مسند احمد)

۲- آپ ﷺ لمبے سفر میں کبھی ساتھ میں مٹی لے کر نہ جاتے نہ ہی اسکا حکم دیتے۔

۳- آپ ﷺ سے ہر نماز کے لئے جدا گانہ تیمم کرنا ثابت نہیں ہے، اور نہ ہی اسکا حکم دینا ثابت

^۱ (زاد المعاد ۱/۱۹۲)

ہے بلکہ آپ ﷺ نے تیمم کو مطلق قرار دیا اور اس کو وضو کے قائم مقام رکھا ہے۔
 ۴- آپ ﷺ چہرہ اور دونوں ہتھیلیوں کے لئے ایک ہی ضربہ استعمال کرتے تھے^۱۔

۲- نماز میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ^۲

أ- قراءت واستفتاح میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ:

۱- آپ ﷺ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو "اللہ اکبر" کہتے، اس سے پہلے آپ ﷺ کچھ بھی نہیں کہتے، اور نہ ہی کبھی آپ ﷺ سے زبان سے نیت کرنا ثابت ہے۔

۲- اور آپ ﷺ تکبیر تحریمہ کے ساتھ ہی دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو کشادہ کر کے انکو قبلہ رخ کر کے دونوں کانوں کی لو یا مونڈھے تک اٹھاتے تھے، پھر دائیں کو بائیں کی پشت

^۱ یعنی تیمم کرتے وقت ایک ہی مرتبہ پاک مٹی پر ہاتھ مار کر چہرہ اور دونوں ہتھیلیوں کا تیمم کرتے تھے دوضربہ والی روایت ضعیف ہے۔ (مترجم)
^۲ زاد المعاد (۱/۱۹۴)

پر رکھتے تھے۔

۳- آپ ﷺ دعائے استفتاح میں کبھی یہ دعا پڑھتے "اللہم باعد بینی وبين خطیای, کما باعدت بین المشرق والمغرب, اللہم اغسلنی من الذنوب بالماء والثلج والبرد, اللہم نقنی من الذنوب والخطایا کما یقنی الثوب الأبيض من الدنس"

اے اللہ! میرے اور میری لغزشوں کے مابین اتنی ہی دوری کر دے جتنی مشرق و مغرب کے درمیان ہے, اے اللہ! مجھے میری لغزشوں سے پانی, برف اور اولے سے دھو ڈال, اے اللہ! مجھے خطاؤں اور گناہوں سے اس طرح پاک و صاف کر دے, جس طرح سفید کپڑا میل کچیل سے صاف کیا جاتا ہے. (متفق علیہ)

اور کبھی یہ دعا پڑھتے تھے:

(وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ حَنِيفًا مَسْلَمًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ, إِن صلاتي ونسكي ومحيايَ ومماتي لله رب العالمين, لا شريك له, وبذلك أمرتُ وأنا أول المسلمين)

"میں صرف اس اللہ کی طرف اپنا رخ کرتا ہوں جس نے زمین اور آسمان کو پیدا کیا اور بلاشبہ میں

مشرکین میں سے نہیں ہوں، بے شک میری نماز میری قربانی، میری زندگی، میری موت اللہ کے لئے ہے جو سارے جہانوں کا پالنے والا ہے، جسکا کوئی شریک نہیں، اسی کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور میں پہلا فرمانبردار ہوں۔ (مسلم)

۴- آپ ﷺ دعائے استفتاح کے بعد "أعوذ بالله من الشيطان الرجيم" پڑھ کر سورہ فاتحہ پڑھتے تھے۔

۵- آپ ﷺ دوسکتہ کرتے تھے، ایک تکبیر تحریمہ اور قراءت کے درمیان، دوسرے کے بارے میں اختلاف ہے، ایک قول ہے کہ سورہ فاتحہ کے بعد اور ایک قول کے مطابق رکوع سے پہلے۔

۶- جب آپ ﷺ سورہ فاتحہ سے فارغ ہوتے تو دوسری سورت پڑھتے، کبھی آپ ﷺ لمبی سورت پڑھتے، اور کبھی سفریا کسی اور سبب سے ہلکی سورت پڑھتے لیکن عام طور سے آپ ﷺ متوسط سورت پڑھتے تھے۔

۷- آپ ﷺ فجر کی نماز میں ساٹھ سے لیکر سو آیتوں کی قراءت کرتے تھے۔ اور آپ ﷺ

سے فجر میں سورہ "ق" سورہ "روم" سورہ "تکویر" پڑھنا بھی ثابت ہے، نیز آپ ﷺ سے سورہ "زلزال" کو دونوں رکعتوں میں بھی پڑھنا ثابت ہے، اور سفر کی حالت میں فجر کی نماز میں سورہ "معوذتین" بھی پڑھنا ثابت ہے، اور ایک مرتبہ آپ ﷺ نے سورہ "المؤمنون" کو پڑھنا شروع کیا یہاں تک کہ پہلی رکعت میں جب موسیٰ و ہارون علیہما السلام کے قصہ پر پہنچے تو آپ ﷺ کو کھانسی آگئی اور رکوع میں چلے گئے۔

- ۸- آپ ﷺ جمعہ کے دن فجر کی نماز میں "الم سجدہ اور "هل أتى على الإنسان" پڑھتے تھے۔ (سورہ سجدہ اور سورہ دھر پڑھتے تھے)
- ۹- آپ ﷺ ظہر کی نماز میں کبھی طویل قراءت کرتے تھے، اور عصر کی نماز میں قراءت نماز ظہر کی قراءت کی آدھی ہوتی اگر ظہر کی قراءت طویل ہوتی، اور اگر ظہر کی قراءت چھوٹی ہوتی تو عصر کی قراءت اس کے برابر ہوتی۔
- ۱۰- مغرب کی نماز میں آپ ﷺ نے ایک

بارسورہ "طور" اور ایک بارسورہ "مرسلات" پڑھی۔

۱۱- عشاء کی نماز میں آپ ﷺ نے سورہ "التین" پڑھی ہے، اور حضرت معاذ کے لئے آپ ﷺ نے "والشمس وضحاها"، "سبح اسم ربك الأعلى"، "واللیل إذا یغشی" اور اس جیسی سورتیں متعین فرمائی تھیں۔ اور انہیں عشاء میں سورہ بقرہ پڑھنے سے روکا تھا۔

۱۲- آپ کا ﷺ کا معمول تھا کہ جو سورت پڑھتے پوری پڑھتے، کبھی ایک سورت دو رکعتوں میں پوری کرتے، کبھی آپ ﷺ ابتدائی سورت پڑھتے، البتہ آخر و درمیان سورت سے پڑھنے کے بارے میں کوئی چیز آپ ﷺ سے منقول نہیں ہے۔

جہاں تک دو سورتوں کو ایک ہی رکعت میں پڑھنے کا معاملہ تو آپ ﷺ ایسا صرف نفل میں کرتے تھے، اور رہا معاملہ ایک ہی سورت کو دونوں رکعتوں میں پڑھنے کا تو آپ ﷺ ایسا کم ہی کرتے تھے، نیز آپ ﷺ جمعہ و عیدین کے علاوہ کسی نماز میں کوئی سورت متعین نہیں کرتے تھے کہ اسے چھوڑ کر دوسری سورت نہ

پڑھیں۔

۱۳- آپ ﷺ نے فجر کی نماز میں رکوع کے بعد ایک مہینہ قنوت (نازلہ) پڑھا پھر اسے ترک کر دیا۔ اور یہ قنوت ایک عارضی ضرورت کے تحت تھی، جب وہ ضرورت ختم ہو گئی تو قنوت کو ترک کر دیا، آپ ﷺ کے قنوت پڑھنے کا معمول نوازل یعنی پیش آمدہ مصیبت کے وقت ہی تھا، اور یہ قنوت فجر کے ساتھ خاص نہ تھی۔

ب: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز پڑھنے کا طریقہ:^۱

۱- ہر نماز میں آپ ﷺ کی پہلی رکعت دوسری رکعت سے طویل ہوتی تھی۔

۲- آپ ﷺ جب قراءت سے فارغ ہوتے تو اتنی مقدار سکتے کرتے کہ سانس اپنی جگہ پر لوٹ آتی، پھر آپ ﷺ دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر تکبیر کہتے ہوئے رکوع میں چلے جاتے، اور اپنی دونوں ہتھیلیوں کو دونوں گھٹنوں پر مضبوطی سے پکڑ کر رکھتے، اور دونوں ہاتھوں کو پہلوؤں سے

^۱ زاد المعاد (۲۰۸/۱)

جدا رکھتے، اور پشت بالکل سیدھی رہتی تھی اور سر نہ بہت اٹھا ہوا ہوتا تھا اور نہ بہت جھکا ہوا بلکہ پیڑ کے برابر رہتا تھا۔

۳- رکوع میں "سبحان ربی العظیم" پڑھتے تھے (مسلم) اور کبھی اتنا اضافہ اور کر دیتے تھے "سبحانک اللہم ربنا وبحمدک، اللہم اغفر لی،" (متفق علیہ) آپ ﷺ رکوع میں یہ دعا بھی پڑھتے تھے "سبوح قدوس رب الملائکة والروح" (متفق علیہ)

۴- آپ ﷺ کا رکوع عام طور سے دس مرتبہ سبحان ربی العظیم کہنے کے برابر ہوتا تھا۔ یہی کیفیت سجدہ کی بھی تھی، کبھی رکوع اور سجدہ بقدر قیام ہوتا، لیکن ایسا کبھی کبھار رات کی نمازوں میں تنہا کرتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ﷺ اکثر و بیشتر نمازیں معتدل اور مناسب ہوتی تھیں۔

۵- آپ ﷺ "سمع اللہ لمن حمدہ" کہتے ہوئے رکوع سے سر اٹھاتے تھے۔ (متفق علیہ) اور رفع یدین کرتے تھے، اور اپنی پیٹھ سیدھی کرتے تھے،

نیز جب آپ ﷺ سجدہ سے سر اٹھاتے تو اسی طرح کرتے اور فرماتے "اس شخص کی نماز نہیں ہوتی جو رکوع اور سجدے میں اپنی پیٹھ کو سیدھی نہ کرتا ہو" (داود ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

جب آپ ﷺ سیدھے کھڑے ہو جاتے تو "ربنا ولیک الحمد" پڑھتے، اور کبھی "ربنا لک الحمد" اور کبھی "اللہم ربنا لک الحمد" پڑھتے تھے۔

۶- رکوع کے بعد آپ ﷺ کا یہ قیام بھی بقدر رکوع طویل ہوتا، اور آپ ﷺ قیام کے دوران یہ دعا پڑھتے: "اللہم ربنا ولیک الحمد ملء السموات وملء الأرض، وملء ما بینہما، وملء ما شئت من شیء بعد، اهل الثناء والمجد، أحق ما قال العبد، وکلنا لک عبد، لا مانع لما أعطیت، ولا معطي لما منعت، ولا یفیع ذالجد منک الجد" (مسلم)

۷- پھر آپ ﷺ اللہ اکبر کہہ کر بغیر رفع یدین کئے ہوئے سجدے میں چلے جاتے تھے۔ سجدے کے وقت آپ ﷺ پہلے اپنے دونوں گھٹنوں کو زمین پر رکھتے پھر ہاتھوں کو رکھتے پھر پیشانی اور ناک کو رکھتے، آپ ﷺ پیشانی و ناک پر سجدہ کرتے تھے اور عمامہ کے کور پر سجدہ کرنا ثابت

نہیں، آپ ﷺ زیادہ تر زمین پر سجدہ کرتے تھے اور پانی و گیلی مٹی پر، کھجور کی چٹائی اور دباغت دئے ہوئے چمڑے پر بھی سجدہ کرنا آپ ﷺ سے ثابت ہے۔

۸- سجدے کی حالت میں پیشانی اور ناک کو زمین پر اچھی طرح ٹکا دیتے تھے، اور دونوں ہاتھوں کو پہلوؤں سے اس طرح دور رکھتے کہ دونوں بغل کی سفیدی نظر آتی تھی۔

۹- اور دونوں ہاتھوں کو کندھوں اور کانوں کے برابر میں رکھتے اور سجدہ میں اعتدال کرتے تھے، دونوں پیروں کی انگلیوں کے سرے قبلہ کی طرف ہوتے، ہتھیلیاں اور انگلیاں پھیلا دیتے، انگلیاں نہ باہم ملی ہوتیں نہ بالکل الگ ہوتیں۔

۱۰- آپ ﷺ سجدہ میں یہ دعا پڑھتے: "سبحانك اللهم ربنا وبحمدك، اللهم اغفر لي" اے اللہ ہمارے رب میں تیری پاکی اور حمد بیان کرتا ہوں، اے اللہ تو مجھے بخش دے، (متفق علیہ) اور یہ بھی کہتے: "سبوح قدّوس ربُّ الملائکة والروح" تو سب عیوب سے بالکل بری ہے پاک ہے،

فرشتوں اور روح (جبرئیل) کا مالک ہے۔ (مسلم)

۱۱- پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے بغیر رفع یدین کئے ہوئے اپنا سر اٹھاتے، پھر آپ ﷺ بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھ جاتے، اور دائیں پیر کو کھڑا رکھتے، اور اپنے دونوں ہاتھوں کو رانوں پر اس طرح رکھتے کہ دونوں کہنیاں رانوں پر ٹکی رہتیں، اور ہاتھ کے سرے (پنجے) کو گھٹنوں پر کر لیتے، اور دو انگلیوں کو سمیٹ کر حلقہ بنا لیتے تھے، پھر آپ ﷺ انگلی اٹھا کر دعا کرتے اور اسے برابر ہلاتے رہتے، اور یہ دعا پڑھتے: "اللهم اغفر لي، وارحمني، واجبرني، واهدني، وارزقني،" (داود، ترمذی، ابن ماجہ)

اے اللہ مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما، میرے نقصانات کی تلافی کر دے، مجھے ہدایت دے اور مجھے رزق دے۔

۱۲- آپ ﷺ اس رکن (جلسہ استراحت) کو بھی سجدہ کے بقدر طویل کرتے تھے۔

۱۳- پھر آپ ﷺ رانوں کا سہارا لیتے ہوئے پاؤں کے پنجوں کے سرے پر کھڑے ہو جاتے تھے۔ آپ ﷺ کھڑے ہو کر فوراً قراءت شروع کر دیتے

تھے، استفتاح کے وقت کی طرح سکوت نہ کرتے تھے (یعنی پہلی رکعت کی طرح کچھ وقفہ نہیں فرماتے)، پھر آپ ﷺ پہلی رکعت کی طرح دوسری رکعت بھی ادا کرتے تھے۔ بس صرف اتنا فرق ہوتا تھا کہ اس میں پہلی رکعت کی طرح قراءت سے پہلے نہ تو وقفہ یا سکوت ہوتا نہ دعائے استفتاح، نہ تکبیر تحریمہ اور نہ وہ طوالت ہوتی تھی، چنانچہ آپ ﷺ پہلی رکعت دوسری سے لمبی کرتے تھے، اور بسا اوقات آپ ﷺ پہلی رکعت اتنی لمبی کرتے جبتک کہ لوگوں کے قدموں کی آہٹ سنائی دیتی تھی۔

۱۴۔ جب آپ ﷺ تشہد کے لئے بیٹھتے تو بایاں ہاتھ بائیں ران پر اور داہنہ ہاتھ داہنی ران پر رکھتے۔ اور شہادت کی انگلی سے اشارہ کرتے، اس انگلی کو نہ تو آپ بالکل کھڑی رکھتے اور نہ بالکل سلا دیتے بلکہ تھوڑی جھکائے رکھتے اور اسے ہلاتے رہتے تھے، اور چھنگلیا اور چھنگلیا اور بیچ والی کے درمیان والی انگلی سمیٹ لیتے اور درمیان والی انگلی کو انگوٹھے کے ساتھ ملا کر حلقہ بناتے، شہادت کی انگلی

کو اٹھا کر دعا پڑھتے اور اسکی جانب اپنی نگاہ رکھتے۔

۱۵۔ اس جلسہ میں آپ ﷺ ہمیشہ تشہد پڑھتے اور صحابہ کرام کو یہ دعا پڑھنے کی تعلیم دیتے تھے: "التحيات لله والصلوات والطيبات، السلام عليك أيها النبي ورحمة الله وبركاته، السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين، أشهد أن لا إله إلا الله، وأشهد أن محمدا عبده ورسوله" (متفق عليه) تمام کی تمام عبادتیں اللہ کے لئے ہیں، اے نبی سلام ہو آپ پر اور اللہ کی رحمت اور اسکی برکتیں، ہم پر اور اللہ کے سب نیک بندوں پر سلام ہو، میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔

آپ ﷺ اس تشہد کو بہت جلد ختم کرتے گویا آپ ﷺ گرم پتھر پر کھڑے ہوئے ہوں، پھر آپ ﷺ رانوں کا سہارا لیتے ہوئے دونوں قدموں اور گھٹنوں پر اللہ اکبر کہہ کر رفع یدین کرتے ہوئے کھڑے ہو جاتے تھے پھر صرف سورہ فاتحہ پڑھتے، اور کبھی کبھار آخری دو رکعتوں

میں فاتحہ کے علاوہ بھی کچھ اور پڑھتے تھے۔
 ۱۶۔ جب آپ تشہد ﷺ اخیر میں بیٹھتے تو تورک کرتے تھے، اسطور پر کہ آپ ﷺ اپنی سرین کوزمین پر لگالیتے، اور ایک طرف پاؤں کونکال لیتے۔"
 (ابوداؤد)

اور بائیں پیر کوران اور پنڈلی کے درمیان کر لیتے تھے اور دائیں پیر کو کھڑا رکھتے، اور کبھی بچھا لیتے۔

اور دائیں ہاتھ کو دائیں ران پر رکھتے، اور تینوں انگلیوں کو ملالیتے اور شہادت کی انگلی کو کھڑی کر لیتے اور آپ نماز (تشہد) میں یہ دعا پڑھتے تھے: "اللهم إني أعوذ بك من عذاب القبر، وأعوذ بك من فتنة المسيح الدجال، وأعوذ بك من الممات، اللهم إني أعوذ بك من المأثم والمغرم" (بخاري)

اے اللہ میں عذاب قبر سے پناہ مانگتا ہوں اور دجال کے فتنے اور زندگی اور موت کے فتنے سے پناہ مانگتا ہوں۔ اے اللہ میں گناہ اور قرض سے پناہ مانگتا ہوں۔

پھر آپ ﷺ داہنی طرف: "السلام عليكم ورحمة الله

" کہہ کر سلام پھیرتے تھے اور بائیں طرف بھی اسی طرح کرتے تھے۔

۱۷- آپ ﷺ نمازیوں کو سترہ رکھنے کا حکم دیتے تھے، گرچہ تیریا لاٹھی ہی کے ذریعہ کیوں نہ ہو، آپ ﷺ سفر اور خشکی میں نیزہ کو گاڑ دیتے پھر اس کو سترہ بنا کر نماز پڑھتے تھے، سواری اور کجاوے کی لکڑی کا بھی سترہ بنا لیتے تھے،

۱۸- آپ ﷺ جب دیوار کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تو اپنے اور اس کے درمیان بکری کی گزرگاہ کا فاصلہ چھوڑ دیتے تھے، اور اس سے دور نہ رہتے بلکہ سترہ کے قریب ہونے کا حکم فرماتے تھے۔

ج- نماز میں حرکتوں کے سلسلہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ^۱:

۱- آپ ﷺ نماز میں زیادہ ادھر ادھر نہ متوجہ ہوتے تھے۔

۲- آپ ﷺ نماز میں اپنی آنکھوں کو بند نہ کرتے

^۱ زاد المعاد (۱/۲۴۱)

- تھے۔
- ۳- آپ ﷺ جب نماز میں کھڑے ہوتے تو سر کو جھکائے رکھتے تھے۔ آپ ﷺ جب کبھی نماز کو لمبی کرنے کا ارادہ کرتے پھر کہیں سے بچے کے رونے کی آواز سنتے تو نماز کو ہلکی کر دیتے تاکہ اسکی ماں کو کوئی تکلیف نہ ہو۔
- ۴- آپ ﷺ اپنی نواسی امامہ کو اپنے کندھے پر اٹھا کر فرض نماز پڑھتے تھے، جب قیام کرتے تو اٹھالیتے، اور جب رکوع اور سجدہ میں جاتے تو اتار دیتے تھے۔
- ۵- آپ ﷺ نماز پڑھ رہے ہوتے اور حسن یا حسین آکر آپ ﷺ کی پشت پر سوار ہو جاتے تھے تو آپ ﷺ سجدہ کو لمبا کر دیتے تاکہ ان کو اتارنا نہ پڑے۔
- ۶- آپ ﷺ نماز پڑھ رہے ہوتے تو اس دوران اگر عائشہ رضی اللہ عنہا آجاتیں تو آپ ﷺ چل کر ان کے لئے دروازہ کھول دیتے اور پھر مصلیٰ پر آجاتے۔
- ۷- آپ ﷺ نماز کی حالت میں سلام کا جواب اشارہ سے دیتے تھے۔
- ۸- آپ ﷺ نماز میں بوقت حاجت پھونکتے

اور کھنکھار لیتے تھے۔ آپ ﷺ کبھی نماز میں روتے بھی تھے۔

۹- آپ ﷺ کبھی ننگے قدم نماز پڑھ لیتے اور کبھی جوتے ہی میں۔ اور آپ ﷺ نے یہودیوں کی مخالفت کی غرض سے جوتوں میں نماز پڑھنے کا حکم دیا۔

۱۰- کبھی آپ ﷺ ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھتے اور اکثر آپ ﷺ دو کپڑوں ہی میں نماز پڑھتے تھے۔

د- نماز کے بعد کے اعمال میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ^۱:

۱- آپ ﷺ سلام پھیرنے کے بعد تین بار "استغفر اللہ" کہتے تھے، پھر یہ دعا پڑھتے تھے: "اللهم أنت السلام ومنك السلام تباركت يا ذا الجلال والإكرام" (مسلم)

اے اللہ! تو بر عیب سے پاک ہے اور تجھ ہی سے سلامتی ہے، تو برکت والا ہے اے بزرگی اور تعظیم والے۔

^۱ زاد المعاد (۱/۲۸۵)

آپ ﷺ قبلہ رخ صرف اتنی دیر بیٹھتے کہ استغفار اور مذکورہ دعا پڑھتے پھر فوراً اپنا رخ مقتدیوں کی طرف کر لیتے اور اپنے دائیں اور بائیں جانب سے (رخ انور) کو پھیر لیتے تھے، پھر اپنا چہرہ انور مقتدیوں کی سمت کے علاوہ کسی دوسری سمت نہ کرتے تھے۔

۲- جب آپ ﷺ فجر کی نماز پڑھ لیتے تو سورج طلوع ہونے تک مصلی پر ہی بیٹھے رہتے تھے۔
 ۳- آپ ﷺ ہر فرض نماز کے بعد یہ دعا پڑھتے تھے: "لا إله إلا الله وحده لا شريك له، له الملك وله الحمد وهو على كل شيء قدير، اللهم لا مانع لما أعطيت، ولا معطي لما منعت، ولا ينفع ذا الجد منك الجد" (متفق علیہ) "ولا حول ولا قوة إلا بالله، لا إله إلا الله، ولا نعبد إلا إياه، له النعمة وله الفضل، وله الثناء الحسن، لا إله إلا الله، مخلصين له الدين ولو كره الكافرون" (مسلم)

اللہ واحد کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی حکومت ہے، اسی کے لئے سب تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔ اے اللہ

جو تونے عطا کیا ہے، اسے کوئی روکنے والا نہیں، اور جو تونے روک دیا ہے، اسے کوئی دینے والا نہیں اور کسی عزت دار دولت والے کو تیرے مقابلہ میں دولت نفع نہیں دیتی، (یا اسکی مالداری تیرے عذاب سے بچانہیں سکتی) (رواہ ابن ماجہ) اور گناہ سے باز رہنا اور اطاعت کی قوت اللہ کی توفیق کے بغیر ممکن نہیں، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ ہم اس کے سوا کسی کی عبادت نہیں کرتے، اسی کے لئے ساری نعمتیں اور ساری بڑائیاں اور اچھی تعریفیں ہیں، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، ہم خالص اسی کی بندگی کرتے ہیں، اگرچہ کافروں کو یہ بات بری معلوم ہو۔ (مسلم)

آپ ﷺ نے اپنی امت کے لئے یہ مستحب قرار دیا کہ ہر فرض نماز کے بعد "سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ، الحمد للہ ۳۳ مرتبہ، اللہ اکبر ۳۳ مرتبہ کہیں اور آخر میں "لا الہ الا اللہ وحده لا شریک لہ، لہ الملک ولہ الحمد و هو علی کل شیء قدير" کہہ کر سوکا عدد پورا کریں۔

۵۔ نفل اور رات کی نماز میں آپ صلی اللہ علیہ

وسلم کا طریقہ^۱:

۱- آپ ﷺ غیر سبب والی نفل اور سنتوں کو گھر ہی میں پڑھتے تھے، اور خاص کر مغرب کی سنت کو۔

۲- آپ ﷺ حضر یعنی حالت اقامت میں ہمیشہ دس رکعتوں کا اہتمام کرتے تھے: "ظہر سے پہلے اور بعد دو رکعت، مغرب کے بعد دو رکعت، عشاء کے بعد گھر میں دو رکعت، اور فجر سے پہلے دو رکعت۔"

۳- آپ ﷺ نفل نمازوں میں فجر کی دو سنتوں کا سب سے زیادہ اہتمام کرتے تھے، آپ ﷺ انہیں اور وتر کو سفر و حضر میں کبھی بھی نہیں چھوڑتے تھے۔ اور سفر میں ان دو راتب (سنت مؤکدہ) کے علاوہ دیگر رواتب کو پڑھنا آپ ﷺ سے کبھی بھی ثابت نہیں ہے۔

۴- آپ ﷺ فجر کی سنت کے بعد دائیں پہلو لیٹ جاتے تھے۔

۵- کبھی آپ ﷺ ظہر سے پہلے چار رکعت سنت

^۱ زاد المعاد (۳۱۱/۱)

پڑھتے، اور جب کبھی آپ ﷺ سے ظہر کے بعد کی دو سنتیں چھوٹ جاتیں تو عصر کے بعد ان کی قضا فرماتے تھے۔

۶- آپ ﷺ رات کی اکثر نماز کھڑے ہو کر پڑھتے تھے۔ کبھی بیٹھ کر پڑھتے تھے۔ اور کبھی ایسا بھی ہوتا کہ آپ ﷺ بیٹھ کر پڑھ رہے ہوتے اور جب قراءت کی تھوڑی مقدار رہ جاتی تو کھڑے ہو کر مکمل کرتے اور پھر کھڑے ہو کر رکوع کرتے تھے۔

۷- آپ ﷺ رات کی نماز ۸ رکعت پڑھتے تھے۔ ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیر دیتے تھے۔ پھر مسلسل پانچ رکعت بطور وتر پڑھتے، صرف آخر رکعت میں تشہد کے لئے بیٹھتے تھے۔ یا کبھی ۹ رکعت وتر پڑھتے، ۸ رکعت کو مسلسل پڑھتے اور صرف آٹھویں رکعت کے آخر میں بیٹھتے (اور تشہد پڑھتے)، پھر بغیر سلام پھیرے اٹھ کھڑے ہوتے، پھر نویں رکعت پڑھ کر بیٹھتے اور تشہد پڑھتے اور سلام پھیر دیتے، پھر سلام کے بعد دو رکعت اور نماز پڑھتے، یا کبھی آپ مذکورہ بالا کیفیت ہی پر سات رکعت وتر پڑھتے،

پھر اس کے بعد دو رکعت بیٹھ کر پڑھتے تھے۔
۸- آپ ﷺ شروع رات، درمیانی رات اور آخر رات
میں وتر پڑھتے تھے اور فرماتے تھے: "تم رات
کی آخری نماز کو وتر بناؤ" (متفق علیہ)

۹- آپ ﷺ کبھی وتر کے بعد دو رکعت بیٹھ
کر پڑھتے، اور کبھی بیٹھ کر قراءت
کرتے، اور جب رکوع کا ارادہ کرتے تو کھڑے
بوجاتے اور رکوع کرتے۔

۱۰- جب آپ ﷺ کو کبھی نیند کا غلبہ ہوتا یا
تکلیف و درد محسوس کرتے تو دن میں بارہ
رکعت پڑھتے تھے۔

۱۱- آپ ﷺ ایک مرتبہ تہجد میں ایک ہی آیت
کو دھراتے رہے یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔

۱۲- آپ ﷺ کبھی رات کی نماز میں قرآن
کو آہستہ پڑھتے، اور کبھی بلند آواز سے پڑھتے
تھے، کبھی آپ ﷺ قیام کو لمبا کرتے اور کبھی
ہلکا کرتے تھے۔

۱۳- آپ ﷺ وتر کی نماز میں "سبح اسم ربک
الأعلى" "قل یا ایہا الکافرون" اور "قل هو اللہ أحد"

پڑھتے تھے، جب وتر کے بعد سلام پھیرتے تو تین مرتبہ "سبحان الملك القدوس" پڑھتے اور تیسری مرتبہ میں آواز کو بانٹ کر کے کہیے۔ (داؤد، نسائی، ابن ماجہ)

۳- جمعہ کے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ^۱

۱- آپ ﷺ جمعہ کے دن کی بہت تعظیم و تشریف کرتے تھے اور اس کو بہت ساری خصوصیت دے رکھی تھی، ان میں سے چند درج ذیل ہیں:

- * جمعہ کے دن غسل کرنا سنت موکدہ ہے
- * جمعہ کے دن اچھا لباس زیب تن کرنا مستحب ہے۔

- * خطبہ کو خاموشی سے سننا واجب ہے
- * جمعہ کے دن آپ ﷺ پر کثرت سے درود و سلام بھیجنا مستحب ہے۔

۲- جب لوگ مسجد میں جمع ہو جاتے تو آپ ﷺ تشریف لاتے اور ان پر سلام کرتے، پھر منبر پر تشریف لے جاتے اور اپنا چہرہ مبارک لوگوں کی طرف کر لیتے اور ان کو سلام کر کے بیٹھ جاتے، پھر حضرت بلال اذان دیتے، اذان کے بعد آپ ﷺ کھڑے ہو کر فوراً خطبہ شروع کر دیتے (اذان اور خطبہ کے درمیان کوئی

^۱ زاد المعاد (۱/۳۵۳)

وقفہ نہیں کرتے) منبر بنائے جانے سے پہلے آپ ﷺ کمان یا عصا پر ٹیک لگا کر خطبہ دیتے تھے۔
۳- آپ ﷺ کھڑے ہو کر خطبہ دیتے پھر کچھ دیر بیٹھ جاتے، پھر کھڑے ہو کر دوسرا خطبہ دیتے

۴- آپ ﷺ لوگوں کو اپنے سے قریب ہونے اور خاموشی کا حکم دیتے تھے، اور کہتے: "کہ جب آدمی اپنے ساتھی سے کہے: "خاموش رہو، تو اس نے لغوکام کیا، اور جس نے لغوکام کیا تو اسکا جمعہ نہیں"

۵- آپ ﷺ جب خطبہ جمعہ دیتے تو آپ ﷺ کی دونوں آنکھیں سرخ ہو جاتیں، اور آواز بلند ہو جاتی، اور آپ ﷺ کا غصہ بڑھ جاتا گویا کہ آپ ﷺ کسی لشکر سے ڈر رہے ہوں۔

۶- آپ ﷺ "اما بعد" کہنے کے بعد خطبہ شروع کرتے تھے، اور مختصر اور (جامع) خطبہ دیتے تھے، اور نماز کو لمبی کرتے تھے۔

۷- آپ ﷺ جمعہ کے خطبہ میں صحابہ کرام کو اسلامی شریعت و قواعد کی تعلیم دیتے اور جب کسی کام کے حکم یا ممانعت کی ضرورت ہوتی

تو آپ خطبہ میں بتا دیتے یا منع کر دیتے۔

۸- آپ ﷺ کسی حاجت کے وقت یا کسی سائل کے جواب کی وجہ سے اپنے خطبہ کو روک دیتے، پھر خطبہ کی طرف واپس ہو کر اسکی تکمیل فرماتے، کبھی آپ ﷺ ضرورت کے تحت منبر سے اترتے اور پھر واپس جاتے، آپ ﷺ خطبہ میں وقت کے تقاضے اور ضرورت کے مطابق گفتگو کرتے، جب کسی فاقہ زدہ یا بھوکے کو دیکھتے تو صحابہ کرام کو صدقے کا حکم دیتے اور اسکی ترغیب دیتے تھے۔

۹- آپ ﷺ اللہ کے نام آنے پر خطبہ میں شہادت کی انگلی سے اشارہ کرتے، اور جب قحط سالی پڑتی تو اپنے خطبہ ہی میں بارش کے نزول کے لئے دعا فرماتے تھے۔

۱۰- آپ ﷺ جمعہ پڑھنے کے بعد اپنے گھر جا کر دو رکعت سنت پڑھتے تھے، اور حاضرین جمعہ کو جمعہ کے بعد چار رکعت سنت پڑھنے کا حکم دیتے تھے۔ (ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ: "کہ جب مسجد میں سنت پڑھے تو چار رکعت اور اگر گھر میں پڑھے تو دو رکعت پڑھے۔ مترجم)

۴۔ عیدین میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ^۱

- ۱۔ آپ ﷺ نماز عیدین مصلیٰ میں پڑھتے تھے اور عمدہ سے عمدہ لباس زیب تن فرماتے تھے۔
- ۲۔ آپ ﷺ عید الفطر کی نماز میں تشریف لے جانے سے پہلے چند طاق کھجوریں تناول فرماتے تھے، اور عید الأضحیٰ میں نماز سے فارغ ہو کر قربانی کے گوشت ہی سے شروعات کرتے تھے۔ آپ ﷺ عید الفطر کی نماز تاخیر سے پڑھتے اور عید الأضحیٰ کی نماز میں جلدی کرتے تھے۔
- ۳۔ آپ ﷺ عید گاہ پیدل تشریف لے جاتے تھے، وہاں پہنچنے پر نیزہ بطور سترہ آپ کے سامنے گاڑ دیا جاتا (کیونکہ ان دنوں عید گاہ میں کوئی عمارت نہ تھی)
- ۴۔ جب آپ ﷺ عید گاہ پہنچ جاتے تو بغیر اذان و اقامت کہے اور بغیر "الصلاة جامعة" کہے نماز شروع کر دیتے تھے، آپ ﷺ اور صحابہ کرام

^۱ زاد المعاد (۱/۲۵۰)

نماز عیدین سے پہلے یا بعد کوئی نماز نہیں پڑھتے تھے۔

۵- خطبہ سے پہلے آپ ﷺ دو رکعت نماز پڑھتے تھے پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ سمیت سات تکبیریں مسلسل کہتے تھے، ہر دو تکبیروں کے درمیان معمولی سا وقفہ کرتے، اور ان تکبیروں کے درمیان آپ ﷺ سے کوئی مخصوص ذکر ثابت نہیں ہے۔ تکبیر مکمل ہونے کے بعد قراءت شروع کر دیتے، پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ "ق" اور دوسری رکعت میں "اقتربت الساعة" پڑھتے۔ بسا اوقات دو رکعتوں میں "سورۃ الأعلیٰ" اور "سورۃ الغاشیۃ" پڑھتے تھے، قراءت سے فارغ ہو کر اللہ اکبر کہتے ہوئے رکوع میں چلے جاتے، پھر دوسری رکعت میں مسلسل پانچ تکبیریں کہتے، پھر قراءت شروع کر دیتے، نماز سے فارغ ہونے کے بعد اٹھ کر لوگوں کے سامنے کھڑے ہو جاتے اور لوگ اپنی اپنی جگہ بیٹھے رہتے، آپ انہیں وعظ و نصیحت فرماتے اور اچھی باتوں کا حکم دیتے اور بری باتوں سے منع فرماتے۔

- ۶۔ عیدگاہ میں کوئی منبر نہ ہوتا، آپ ﷺ زمین پر کھڑے ہو کر خطبہ دیتے تھے۔
- ۷۔ آپ ﷺ نے خطبہ عید کے موقع پر لوگوں کو بغیر خطبہ سننے گھر چلے جانے کی بھی اجازت دی ہے۔ اسی طرح جب جمعہ کے دن عید پڑ جائے تو اس کی رخصت دی ہے کہ جمعہ کی نماز میں شریک نہ ہوں اور صرف عید کی نماز پر اکتفا کر لیں اور ظہر کی نماز ادا کر لیں۔
- ۸۔ آپ ﷺ عیدگاہ جاتے وقت ایک راستے سے جاتے اور دوسرے راستے سے واپس آتے تھے۔

۵۔ سورج گرہن کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ^۱

۱۔ سورج گرہن کے موقع پر آپ ﷺ تیزی سے گھبرائے ہوئے چادر گھسیٹتے ہوئے مسجد میں تشریف لائے۔ مسجد میں آنے کے بعد آپ نے فوراً دو رکعت نماز پڑھی، پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ اور ایک طویل سورہ بأواز بلند تلاوت فرمائی، اور پھر طویل رکوع کیا، پھر رکوع سے سر اٹھایا اور دیر تک کھڑے رہے، لیکن یہ قیام پہلے قیام سے کم تھا، رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے آپ ﷺ نے "سمع الله لمن حمدہ، ربنا ولك الحمد" کہا، پھر قراءت شروع کی پھر طویل رکوع کیا جو پہلے رکوع سے مختصر تھا، پھر آپ نے رکوع سے سر اٹھایا، اور لمبا سجدہ کیا، پھر دوسری رکعت میں بھی پہلی رکعت ہی کی طرح کیا، تو اس طرح سے ہر رکعت میں دو رکوع اور دو سجدے ہوئے، نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپ ﷺ نے ایک فصیح و بلیغ خطبہ دیا۔

^۱ زاد المعاد (۱/۴۳۳)

۲- آپ ﷺ نے سورج گرہن کے موقع پر اللہ کا ذکر، نماز، دعا و استغفار، صدقہ اور غلام آزاد کرنے کا حکم دیا ہے۔

۶۔ نماز استسقاء میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ^۱

۱۔ آپ ﷺ خطبہ کے دوران منبر پر ہی بارش طلب کرتے تھے، آپ جمعہ کے علاوہ بھی بارش طلب کیا کرتے تھے، اسی طرح آپ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے اور دونوں ہاتھ اٹھایا اور بارش کے لئے اللہ سے دعا فرمائی۔

۲۔ آپ ﷺ بارش میں یہ دعا پڑھتے تھے: "اللهم اسق عبادك وبهائمك وانشر رحمتك، وأخي بلدك الميِّتَ (داود) "اللهم اسقنا غيثاً مُغيثاً مريئاً مريعاً نافعاً غير ضار، عاجلاً غير آجل" (داورد)۔

اے میرے رب! اپنے بندوں اور چوپایوں کو سیراب کر دے، اور اپنی رحمت کو پھیلا دے، اور مردہ و سوکھی زمین کو زندہ کر دے (داود)

اے میرے رب! ایسی بارش نازل فرما جو مددگار، مزے دار، خوب سبزہ آگانے والی و نفع

^۱ زاد المعاد (۱/۴۳۹)

بخش ہو ضرر رساں نہ ہو اور جلدی نازل فرما۔ (داود)

۳- آپ ﷺ جب بادل یا آندھی دیکھتے تو چہرے سے (پریشانی) کے آثار ظاہر ہوجاتے اور آپ ادھر ادھر آگے پیچھے (دیکھنے) لگتے، جب بارش ہونے لگتی تو آپ کی خوف و گھبراہٹ دور ہوجاتی (کیونکہ آپ ﷺ کو خطرہ محسوس ہوتا کہ کہیں یہ بارش عذاب نہ ہو)۔

۴- آپ ﷺ جب بارش دیکھتے تو کہتے: "اللہم صیبنا نافعاً"

اے اللہ! اس بارش کو نفع بخش بنا۔ (متفق علیہ)۔ اور اپنا کپڑا اتار دیتے تاکہ جسم مبارک پر بارش کاپانی پڑے۔ آپ ﷺ سے اس کا سبب دریافت کیا گیا تو کہا کہ "یہ اللہ کی تازہ ترین نعمت ہے۔" (مسلم)

۵- جب زیادہ بارش ہونے لگتی تو صحابہ کرام اسے رکنے کیلئے آپ ﷺ سے دعا کرواتے تو آپ ﷺ اس کے لئے یہ دعا پڑھتے: "اللہم حوالینا ولا علینا، اللہم علی الظراب والاکام والجبال، و بطون الأودیة، و منابت الشجر" (ابن

ماجہ

اے اللہ! ہمارے اردگرد ہو اور ہمارے اوپر نہ ہو،
اے اللہ ٹیلوں اور پہاڑوں اور وادیوں کے علاقے
میں اور درختوں کی جڑوں پر بارش کر۔ (متفق
علیہ)

۷- نماز خوف میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ^۱

۱- نماز خوف میں آپ ﷺ کی سنت طیبہ یہ تھی کہ جب دشمن آپ ﷺ کے اور قبلہ کے درمیان ہوتا تو تمام مسلمان آپ ﷺ کی اقتداء کرتے اور آپ اپنے پیچھے مسلمانوں کو دو صفوں میں تقسیم کر دیتے تھے۔ آپ تکبیر کہتے تو وہ سب تکبیر کہتے، آپ رکوع کرتے تو وہ بھی رکوع کرتے، پھر آپ سر اٹھاتے تو وہ سب آپ کے ساتھ سر اٹھاتے، پھر پہلی صف کے لوگ آپ کے ساتھ سجدہ کرتے اور دوسری صف والے دشمن کے مقابل کھڑے رہتے، جب آپ ﷺ دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہوتے تو دوسری صف والے اپنے دونوں سجدے کرتے، پھر کھڑے ہو کر پہلی صف کی جگہ میں چلے جاتے اور پہلی صف والے پیچھے آکر دوسری صف والوں کی جگہ لے لیتے، تاکہ پہلی صف کی فضیلت دونوں کو

^۱ زاد المعاد (۱/۵۱۰)

حاصل ہو جائے، اور دوسری صف والے بھی آپ ﷺ کے ساتھ دو سجدے پا جائیں، اسی طرح جب آپ دوسری رکعت میں رکوع کرتے تو دونوں صف والے پہلی رکعت کی طرح عمل کرتے اور جب آپ تشہد کے لئے بیٹھتے تو دوسری صف والے دو سجدے کر لیتے، اور پھر آپ کے ساتھ تشہد میں شریک ہو جاتے، اس طرح سب کے ساتھ سلام پھیرتے۔

۲- اگر دشمن قبلہ کے بجائے کسی دوسری سمت ہوتا، اس وقت کبھی آپ ﷺ دو جماعتیں بنالیتے: ایک جماعت دشمن کے مقابلے میں کھڑی رہتی اور دوسری جماعت کے ساتھ آپ نماز پڑھتے، یہ گروہ ایک رکعت نماز پڑھ کر واپس چلا جاتا، اور دوسرا گروہ آکر آپ کے ساتھ دوسری رکعت پڑھتا پھر آپ سلام پھیر دیتے اور دونوں گروہ ایک ایک رکعت بعد میں پوری کر لیتے۔

۳- کبھی آپ ﷺ دو جماعتوں میں سے ایک کو ایک رکعت پڑھا کر کھڑے رہتے، اور وہ دوسری رکعت خود سے پوری کر کے آپ کے رکوع کرنے سے پہلے ہی واپس چلی

جاتی، پھر دوسری جماعت آکر آپ کے ساتھ دوسری رکعت ادا کرتی، جب آپ تشهد میں بیٹھتے تو یہ اٹھ کر ایک رکعت پوری کرتی، آپ تشهد میں بیٹھ کر اسکا انتظار کرتے اور اس کے تشهد پڑھنے کے بعد ان کے ساتھ سلام پھیرتے۔

۴- کبھی آپ ﷺ ایک جماعت کو دو رکعتیں پڑھا کر سلام پھیر دیتے پھر دوسری جماعت آتی تو اس کو بھی آپ دو رکعت پڑھا کر سلام پھیر دیتے۔

۵- کبھی ایسا ہوتا کہ آپ ﷺ کے ساتھ ایک رکعت پڑھ کر ایک جماعت چلی جاتی اور ایک رکعت قضا نہ کرتی، پھر دوسری جماعت آتی تو اس کو بھی آپ ایک رکعت ہی پڑھاتے اور وہ بھی دوسری رکعت قضا نہ کرتی، تو اس طرح آپ ﷺ کی دو رکعت پوری ہو جاتی اور عام لوگوں کی صرف ایک ایک رکعت ہوتی۔

۸۔ میت کی تجہیز و تکفین میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ^۱

۱۔ جنازہ کے سلسلے میں آپ ﷺ کا طریقہ انتہائی کامل اور تمام دوسری قوموں سے بالکل مختلف تھا، اس میں میت اور اس کے رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک اور احترام کا پورا پورا لحاظ رکھا گیا تھا۔ مریض کے ساتھ آپ ﷺ کا شروع ہی سے سلوک ذکر آخرت، وصیت اور توبہ و استغفار کرنے کی ہدایت پر مبنی ہوتا، اور اس کے پاس موجود لوگوں کو حکم دیتے کہ قریب الموت مریض کو کلمہ شہادت "لا الہ الا اللہ" کی تلقین کرتے رہیں، تاکہ کلمہ طیبہ ہی اس کا آخری کلام ہو۔

۲۔ آپ ﷺ مخلوق میں اللہ کی قضا پر سب سے زیادہ راضی اور اس کی سب سے زیادہ حمد بیان کرنے والے تھے، اور اپنے لخت جگر ابراہیم کی موت پر آپ روپڑے، ان پر شفقت و نرمی اور رحم

^۱ زاد المعاد (۱/۴۷۹)

کھا کر آپ نے ایسا کیا، جبکہ آپ کا دل اللہ کی رضا و خوشنودی سے پرتھا اور زبان سے حمد و ثنا اور اللہ کا ذکر جاری تھا، اور آپ نے کہا: "بے شک آنکھیں اشک بار ہیں، اور دل غمگین ہے، لیکن ہم وہی کہتے ہیں جس سے ہمارا پروردگار راضی ہو." (متفق علیہ)

۳- آپ رخساروں کو نوچنے، چیخ و پکار اور نوحہ و ماتم کے ذریعہ آواز بلند کرنے سے منع فرماتے تھے۔

۴- نبی کریم ﷺ کی سنت طیبہ یہ تھی کہ میت کی تجہیز و تدفین میں جلدی کرتے تھے۔ اسے غسل دیتے، خوشبو لگاتے، اور سفید کپڑوں میں کفن دیتے۔

۵- نبی کریم ﷺ کی سنت طیبہ یہ تھی کہ جب کوئی انتقال کر جائے تو اسکا چہرہ چھپا دیا جائے، اسکی آنکھیں بند کر دی جائیں۔

۶- بسا اوقات آپ ﷺ میت کا خود بوسہ فرماتے۔
۷- آپ ﷺ میت کو تین یا پانچ مرتبہ یا غسل دینے والے کے خیال کے مطابق (حسب ضرورت) اس سے زیادہ بار غسل دینے کا حکم دیتے

تھے، اور آخری مرتبہ کافور استعمال کرنے کو کہتے تھے۔

۸- آپ ﷺ میدان جنگ کے شہداء کو غسل نہیں دیتے تھے اور ہتھیار و زرہ وغیرہ اتار کر اسی کپڑے میں تدفین کر دیتے تھے۔ اور نماز جنازہ بھی نہیں پڑھتے تھے۔

۹- آپ ﷺ نے حالت احرام میں مرنے والے کو پانی اور بیری سے نہلانے کا حکم دیا، اور احرام ہی کے کپڑے میں اسے دفن کرنے کا حکم دیا، اور اسے خوشبو لگانے اور سر چھپانے سے منع فرمایا۔

۱۰- میت کے سر پرست کو اچھے اور سفید کپڑے کا کفن پہنانے کا حکم دیتے اور زیادہ مہنگے کفن سے منع فرماتے تھے۔

۱۱- اور اگر کفن چھوٹا ہوتا اور پورے بدن کو چھپانے سے قاصر ہوتا تو اس کا سر چھپا دیتے اور پاؤں پر گھاس ڈال دیتے تھے۔

۱۔ میت پر نماز پڑھنے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ^۱

- ۱۔ آپ ﷺ میت کی نماز جنازہ مسجد کے باہر پڑھتے تھے، بسا اوقات آپ نے مسجد میں بھی پڑھی لیکن یہ آپ کا دائمی طریقہ نہ تھا۔
- ۲۔ نماز جنازہ کے لئے جب کوئی میت آپ ﷺ کے سامنے لائی جاتی تو آپ دریافت کرتے: "کیا اس پر کوئی قرض ہے؟" (متفق علیہ) اگر اس پر کوئی قرض نہ ہوتا تو اس پر نماز پڑھ دیتے اور اگر قرض ہوتا تو خود نہ پڑھتے بلکہ صحابہ کرام کو نماز پڑھنے کا حکم دے دیتے۔ لیکن جب کثرت فتوحات کی وجہ سے نبی کریم ﷺ کے پاس دولت آگئی تو آپ قرضدار پر نماز جنازہ پڑھنے لگے، کیونکہ آپ اس مال کے ذریعہ اس کا قرض ادا فرمادیتے تھے، اور اس کا ترکہ اس کے ورثاء کو دے دیتے تھے۔
- ۳۔ جب آپ ﷺ نماز جنازہ شروع کرتے تو تکبیر کہتے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان

^۱ زاد المعاد (۱/۴۸۵)

کرتے، اور دعا فرماتے۔ نماز جنازہ میں آپ چار تکبیریں کہتے تھے، اور پانچ تکبیریں بھی آپ سے ثابت ہیں۔

۴- آپ ﷺ میت کے لئے خالص دعا کرنے کا حکم دیتے تھے، آپ ﷺ سے جنازہ میں یہ دعا پڑھنا منقول ہے: "اللهم اغفر لحينا وميتنا، وصغيرنا وكبيرنا، وذكرنا وأنثانا، وشاهدنا وغائبنا، اللهم من أحييته منا فأحيه على الإسلام، ومن توفيته منا فتوفه على الإيمان، اللهم لا تحرمنا أجره ولا تفتنا بعده" (ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

آپ ﷺ سے اس دعا کا پڑھنا بھی ثابت ہے: "اللهم اغفر له، وارحمه، وعافه، واعف عنه، وأكرم نزله، ووسع مدخله، واغسله بالماء والثلج والبرد، ونقه من الخطايا كما ينقى الثوب الأبيض من الدنس، وأبدله دارا خيرا من داره، وأهلا خيرا من أهله، وزوجا خيرا من زوجته، وأدخله الجنة وأعدّه من عذاب القبر، وعذاب النار" (مسلم)

۵- آپ ﷺ نماز جنازہ میں مرد کے سر کے پاس اور عورت کے وسط میں کھڑے ہوتے تھے۔

۶- آپ ﷺ بچے کی نماز جنازہ بھی پڑھتے

تھے، اور خودکشی کرنے والے اور مال غنیمت میں خیانت (چوری) کرنے والے پر آپ نماز جنازہ نہیں پڑھتے تھے۔

۷- آپ ﷺ نے قبیلہ جہینہ کی جس عورت کو رجم کیا گیا تھا اس پر نماز جنازہ پڑھی۔

۸- آپ ﷺ سے نجاشی کی غائبانہ نمازہ جنازہ پڑھنا ثابت ہے لیکن آپ ہر مرنے والے کی غائبانہ نماز جنازہ نہیں پڑھتے تھے۔

۹- آپ ﷺ کی سنت طیبہ یہ تھی کہ جب جنازہ کی نماز چھوٹ جاتی تو آپ قبر پر جا کر پڑھتے تھے۔

ب- دفن اور اس کے متعلقہ امور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ^۱

۱- نبی کریم ﷺ کا معمول تھا کہ نماز جنازہ کے بعد قبرستان تک اس کے آگے پیدل تشریف لے جاتے تھے، اور سواری والے لوگوں کو پیچھے چلنے کا حکم دیتے، اور پیدل چلنے والوں کو قریب رہنے کا حکم دیتے، چاہے وہ پیچھے ہوتے یا

^۱ زاد المعاد (۱/۴۹۸-۵۰۲)

- آگے دائیں ہوتے یا بائیں۔ آپ ﷺ میت کو تیز لے جانے کا حکم دیتے۔
- ۲۔ جنازے کو رکھنے سے پہلے آپ ﷺ نہ بیٹھتے تھے۔
- ۳۔ آپ ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ کے سامنے سے جب جنازہ گزرا تو اس کے لئے کھڑے ہو گئے اور کھڑے ہونے کا حکم دیا، اور یہ بھی ثابت ہے کہ آپ بیٹھے رہے۔
- ۴۔ آپ ﷺ کی سنت طیبہ یہ تھی کہ طلوع آفتاب اور غروب آفتاب کے وقت اور زوال کے وقت مردے کو دفن نہ کیا جائے۔
- ۵۔ اور یہ بھی سنت تھی کہ کہ قبر بغلی اور گہری کھدواتے اور مردے کے سر ہانے اور پائتانے کی جگہ کشادہ کرواتے تھے۔
- ۶۔ آپ ﷺ میت کی قبر پر دفن کے وقت سر کی جانب تین بار لپ بھر کر مٹی ڈالتے۔
- ۷۔ اور جب دفن سے فارغ ہو جاتے تو آپ ﷺ قبر کے پاس کھڑے ہو کر میت کی ثابت قدمی کے لئے دعا فرماتے اور صحابہ کرام کو بھی اس کا حکم دیتے تھے۔ (داود)

۸- نبی کریم ﷺ سے قبر کے پاس بیٹھ کر پڑھنا اور میت کو تلقین کرنا ثابت نہیں ہے۔

۹- آپ ﷺ میت کے لئے باقاعدہ اعلان و منادی سے منع فرماتے تھے۔

ج- قبرستان اور تعزیت کے سلسلے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ^۱

۱- قبروں کو بلند کرنا، پکی بنا نا، لپینا، ان پر قبہ بنانا، یہ سب چیزیں نبی کریم ﷺ کی سنت نہیں تھی۔

۲- ایک دفعہ آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ حکم دے کر یمن کی طرف بھیجا کہ جس تصویر و مجسمہ کو دیکھیں اس کو مٹادیں، جو اونچی قبر دیکھیں اس کو برابر کر دیں، اسوجہ سے تمام بلند اور اونچی قبروں کو ہموار اور برابر کرنا آپ کی سنت طیبہ

ہے۔
۳- آپ ﷺ نے قبر پر چونا لگانے، اس پر تعمیر کرنے اور اس پر کتبے تحریر کرنے سے منع

^۱ زاد المعاد (۱/۵۰۴)

فرمایا ہے۔ البتہ علامت کے طور پر پتھر رکھنے کی اجازت دی ہے۔

۴- آپ ﷺ نے قبروں کو سجدہ گاہ بنانے، ان پر چراغاں کرنے سے منع کیا ہے اور ان کے کرنے والوں پر لعنت فرمائی ہے۔

۵- آپ ﷺ نے قبروں کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے اور اپنی (یعنی نبی ﷺ کی) قبر کو عید بنانے سے بھی منع فرمایا ہے۔

۶- آپ ﷺ کی سنت یہ تھی کہ قبروں کی توہین نہ کی جائے اور نہ انہیں روندنا جائے، اور نہ ہی ان پر بیٹھا جائے، اور نہ ٹیک لگایا جائے، اور نہ ہی ان کی اس شدت سے تعظیم کی جائے (کہ انہیں سجدہ گاہ بنالیا جائے)۔

۷- آپ ﷺ کی سنت طیبہ یہ تھی کہ صحابہ کرام کی قبروں کی زیارت کے لئے تشریف لے جاتے تھے اور ان کے لئے دعائے استغفار کرتے تھے، اور زیارت کرنے والے کے لئے یہ دعا پڑھنے کا حکم دیتے تھے: "السلام علیکم اهل الدیار من المؤمنین والمسلمین، وانا ان شاء الله بکم لاحقون، نسأل الله لنا ولكم العافیة" (مسلم)

مومنوں اور مسلمانوں کے اہل دیار! تم پر سلامتی ہو، اور بے شک اگر اللہ نے چاہا تو ہم تم سے ملنے والے ہیں، ہم اللہ سے اپنے لئے اور تمہارے لئے عافیت کی دعا کرتے ہیں۔ (مسلم)

۸- آپ ﷺ کی سنت طیبہ یہ تھی کہ میت کے گھروالوں کی تعزیت کرتے تھے، لیکن تعزیت کے لیے وقت مقرر کر کے یکجا ہونا اور قبر پر یا دوسری جگہ جمع ہو کر قرآن پڑھنا آپ ﷺ کا اسوہ حسنہ نہیں تھا۔

۹- نبی کریم ﷺ کی سنت طیبہ یہ تھی کہ میت کے گھروالے لوگوں کے لئے کھانے وغیرہ کا انتظام نہ کریں، بلکہ میت کے اہل خانہ کے لئے لوگ کھانے کا انتظام کر کے انہیں کھلائیں۔

۹۔ زکاة و صدقات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ^۱

۱۔ زکاة میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ:
 ۱۔ آپ ﷺ نے زکوٰۃ کا انتہائی کامل ترین نظام پیش کیا ہے۔ اس کے وجوب کا وقت، اس کی مقدار، اس کے نصاب، کن پر واجب ہوتی ہے، اور اس کے مصارف کیا ہیں، ان سب کی پوری وضاحت فرمادی ہے۔ مالداروں اور مسکینوں کے مصالح اور ضروریات کا پورا پورا لحاظ رکھا ہے۔ اور مالداروں کے مال میں بغیر ظلم کے اتنا ہی زکوٰۃ واجب کیا جتنے سے فقیروں کی ضرورت پوری ہو سکے۔

۲۔ آپ ﷺ کی سنت طیبہ یہ تھی کہ جس کو زکاة کا مستحق جانتے اس کو زکوٰۃ دیدیتے تھے اور اگر آپ سے کوئی ایسا شخص سوال کرتا جس کی حالت کے بارے میں نہیں جانتے تو اس

^۱ زاد المعاد (۵/۲)

کو بھی یہ بتا کر دیدیتے تھے کہ اس زکاۃ میں مالدار اور طاقتور کمائی کرنے کے قابل شخص کا اس میں کوئی حصہ نہیں ہے۔

۳- آپ ﷺ کی عادت طیبہ یہ تھی کہ جس علاقے کی زکوٰۃ جمع ہوتی وہیں کے مستحقین میں تقسیم کرتے تھے، اور جوان میں تقسیم کے بعد بچ جاتی تو اسے منگوا کر دوسری جگہ تقسیم کر دیتے تھے۔

۴- آپ ﷺ عاملین کو چوپایوں، پھلوں اور فصلوں جیسے ظاہری اموال کے مالکین کی طرف ہی بھیجتے تھے۔

۵- آپ ﷺ کھجوروں اور انگوروں کے مالکین کے پاس پھلوں کا اندازہ کرنے والے کو بھیجتے تھے اور وہ اندازہ کرتا تھا کہ اس میں کتنا وسق (وسق ۶۰ صاع کا ہوتا ہے) پھل آئے گا، پھر اسی کے مطابق ان پر زکوٰۃ متعین کرتے تھے۔

۶- نبی کریم ﷺ کی سنت طیبہ تھی کہ آپ سواری کے گھوڑے، خدمت کے غلام، لادنے کے خچر اور گدھے، سبزیوں اور ایسے تمام پھلوں سے زکوٰۃ نہ لیتے تھے جو ناپے یا ذخیرہ نہیں کئے

جاسکتے، البتہ انگور اور کھجور میں سے زکوٰۃ لیتے تھے، اور خشک اور تر میں فرق نہیں کرتے تھے۔

۷- نبی کریم ﷺ کا زکوٰۃ کی مد میں اچھا اچھا مال چھانٹ لینے کا دستور نہ تھا، بلکہ اوسط درجہ کا مال لیتے تھے۔

۸- آپ ﷺ صدقہ کرنے والوں کو اپنے صدقہ کا بی مال یا سامان خریدنے سے منع فرماتے تھے،- اگر کوئی فقیر کسی مالدار کو صدقہ کا مال ہدیہ کے طور پر دیتا تو آپ اسے کھالینے کی اجازت دیتے تھے۔

۹- آپ ﷺ کبھی کبھی زکوٰۃ و صدقہ کے مد میں سے مسلمانوں کے فائدے اور رفاہی کاموں کے لئے قرض لیتے تھے، اور ضرورت کے وقت آپ زکوٰۃ وقت سے پہلے لیتے تھے۔ (جیسا کہ آپ ﷺ نے حضرت عبا س رضی اللہ عنہ سے دو سال کی پیشگی زکوٰۃ لے لی تھی)۔

۱۰- جب کوئی شخص آپ ﷺ کے پاس زکوٰۃ لے کر آتا تو آپ اس کے لئے یہ دعا کرتے تھے: "اے اللہ اس میں اور اس کے اونٹوں میں برکت دے"

(نسائی) اور کبھی فرماتے: "اللہم صل علیہ" اے اللہ اس پر رحمت نازل فرما (متفق علیہ).

ب- زکاة فطر (صدقہ فطر) میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ^۱

۱- آپ ﷺ نے صدقہ فطر میں ایک صاع کھجور یا جو یا پنیر یا کشمش فرض قرار دیا تھا.

۲- آپ ﷺ کی سنت طیبہ یہ تھی کہ صدقہ فطر نماز عید سے پہلے نکال دی جائے اور آپ ﷺ نے فرمایا: "جس نے اسے نماز سے پہلے ادا کیا وہ صدقہ مقبولہ ہے اور جس نے نماز کے بعد ادا کیا تو وہ ایک عام صدقہ ہے." (ابوداؤد)

۳- صدقہ فطر میں آپ ﷺ کی سنت طیبہ یہ تھی کہ آپ اسے فقراء و مساکین کے لئے خاص فرماتے تھے اور زکوٰۃ کے آٹھوں مصارف میں سے کسی مصرف میں نہیں دیتے تھے

ج- نفلی صدقہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ^۲

^۱ زادالمعاد (۱۸/۲)

^۲ زادالمعاد (۲۱/۲)

- ۱- نبی کریم ﷺ کے نفلی صدقات میں سنت طیبہ یہ تھی کہ آپ ﷺ کے پاس جو کچھ بھی ہوتا صدقہ کر دیتے تھے، اور آپ تمام لوگوں میں سب سے زیادہ صدقہ و خیرات کرنے والے تھے۔
- ۲- آپ ﷺ سے جو بھی کسی چیز کا سوال کرتا تو اسے عطا فرما دیتے تھے چاہے وہ چیز تھوڑی ہوتی یا زیادہ۔
- ۳- اور لینے والے کو حاصل کرنے میں جتنی خوشی ہوتی تھی اس سے زیادہ خوشی آپ ﷺ کو دینے میں ہوتی تھی۔
- ۴- جب کوئی محتاج آپ ﷺ کے سامنے آجاتا تو آپ ﷺ اپنے نفس پرا سے ترجیح دیتے تھے کبھی اپنے کھانے کے ذریعہ تو کبھی اپنے لباس کے ذریعہ۔
- ۵- آپ ﷺ سے ملنے والے خود سخاوت و فراخ دل پر مجبور ہو جاتے تھے۔
- ۶- آپ ﷺ کے عطایا و صدقات کی مختلف نوعیتیں ہوتی تھیں، کبھی ہدیہ دیتے، کبھی صدقہ دیتے، کبھی ہبہ کرتے، کبھی کوئی چیز خریدتے پھر بائع کو وہ چیز اور قیمت دونوں دیدیتے

تھے اور کبھی قرض لیتے پھر اس سے زیادہ واپس کر دیتے، کبھی کسی سے ہدیہ قبول کرتے تو کسی نہ کسی طریقہ سے اسکا بدلہ اس سے زیادہ (یا اچھا) دیتے تھے۔

۱۰۔ روزہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ

۱۔ رمضان کے روزے رکھنے میں آپ ﷺ کا طریقہ^۱

۱۔ نبی کریم ﷺ کی عادت یہ تھی کہ جب تک رویت ہلال کی تحقیق نہ ہو جائے یا کوئی عینی گواہ نہ مل جاتا، آپ روزہ شروع نہ کرتے تھے، اگرچاند نہ دیکھا جاتا اور کہیں سے اس کی شہادت بھی نہ ملتی تو شعبان کے پورے تیس دن مکمل کرتے تھے۔

۲۔ اور اگر تیسویں رات کو بادل حائل ہو جاتا تو آپ ﷺ شعبان کے تیس دن مکمل کرتے تھے، اور آپ ابرآلود دن کو روزہ نہیں رکھتے تھے، نہ آپ نے اسکا حکم دیا ہے۔

۳۔ آپ ﷺ کی یہ عادت طیبہ تھی کہ رمضان کے اختتام پر دو افراد کی شہادت طلب کرتے تھے۔

۴۔ اگر عید کا وقت نکل جانے کے بعد دو گواہ

^۱ زاد المعاد (۲/۳۰)

چاند دیکھنے کی گواہی دیتے تو آپ ﷺ روزہ توڑ دیتے اور دوسروں کو توڑنے کا حکم دیتے، پھر دوسرے دن وقت پر عید کی نماز پڑھتے۔

۵- آپ ﷺ افطار میں جلدی فرماتے اور اس کی تاکید کرتے تھے، اسی طرح سحری کرتے اور اس کی تاکید فرماتے تھے اور سحری کو تاخیر سے کرتے اور اس کی تاکید کرتے تھے۔

۶- آپ ﷺ نماز سے پہلے افطار کرتے تھے، اور افطار چند تر و تازہ کھجور سے کرتے، اگر اسے نہ پاتے تو سوکھے کھجور سے اور اگر وہ بھی میسر نہ ہوتا تو پانی کے چند گھونٹ سے افطار کرتے تھے۔

۷- آپ ﷺ افطار کے وقت یہ دعا پڑھتے: "ذهب الظمأ، وابتلت العروق، وثبت الأجر إن شاء الله تعالى."

پياس چلی گئی، رگیں تر ہو گئیں، اور اگر اللہ نے چاہا تو ثواب ثابت ہو گیا۔ (ابوداؤد)

۸- نبی کریم ﷺ کا رمضان کے مہینے میں مختلف قسم کی بکثرت عبادات کا معمول تھا، چنانچہ آپ ﷺ حضرت جبرئیل علیہ السلام کے

ساتھ قرآن مجید کا دور کیا کرتے تھے۔
 ۹- آپ ﷺ اس ماہ میں کثرت سے صدقہ و خیرات، نماز و تلاوت اور ذکر کرنے کے علاوہ اعتکاف بھی کرتے تھے۔

۱۰- آپ ﷺ رمضان میں عبادت کا اس طرح اہتمام کرتے تھے جو دوسرے مہینوں میں نہیں ہوتا تھا، حتیٰ کہ کبھی کبھار دن و رات مسلسل عبادت کرتے تھے، اور کھانا اور پینا بھی چھوڑ دیتے تھے، لیکن امت کو متواتر روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے، اور سحری کے وقت تک اس کی اجازت دی ہے۔

ب- روزہ میں جائز اور ناجائز امور کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ

۱- آپ ﷺ روزہ دار کو مجامعت، شور و غل اور گالی گلوچ سے منع فرماتے تھے، اور اگر اس سے کوئی گالی گلوچ کرے تو یہ حکم دیا کہ جواب میں یہ کہہ دے کہ میں روزے سے ہوں۔

۲- آپ ﷺ نے رمضان کے مہینے میں سفر کیا تو حالت سفر میں کبھی روزہ رکھا اور کبھی افطار کیا، اور صحابہ کرام کو دونوں باتوں کا اختیار

- ردیا۔
- ۳- اگر مسلمانوں کا لشکر دشمن سے قریب ہو جاتا تو روزہ نہ رکھنے کا حکم دیتے تھے۔
 - ۴- سفر کی وجہ سے روزہ نہ رکھنے کے لئے آپ ﷺ نے کسی مسافت کی تحدید نہیں کی ہے۔
 - ۵- صحابہ کرام سفر شروع کرنے کے وقت ہی سے روزہ چھوڑ دیتے تھے، آبادی سے باہر ہوجانے کا اعتبار نہیں کرتے تھے اور وہ کہتے کہ یہی آپ ﷺ کی سنت اور طریقہ ہے۔
 - ۶- طلوع فجر کے وقت بسا اوقات آپ ﷺ جنابت میں ہوتے تھے، چنانچہ طلوع فجر کے بعد غسل فرماتے تھے اور روزہ رکھ لیتے تھے۔
 - ۷- آپ ﷺ رمضان میں روزے کی حالت میں بعض ازواج مطہرات کا بوسہ بھی لیتے تھے۔
 - ۸- آپ ﷺ سے روزے کی حالت میں مسواک کرنا، سر پر پانی ڈالنا، ناک میں پانی ڈالنا، اور کلی کرنا بھی ثابت ہے۔
 - ۹- آپ ﷺ اگر کوئی شخص بھول کر کھاپی لے تو اسکو قضا کرنے کا حکم نہیں دیتے تھے۔
 - ۱۰- آپ ﷺ نے مریض اور مسافر کو روزہ نہ

رکھنے کی اجازت دی ہے بشرطیکہ بعد میں اسکی قضا کریں، اسی طرح حاملہ اور مرضعہ یعنی دودہ پلانے والی عورت کو بھی اجازت دی ہے کہ اگر وہ اپنے اوپر خوف محسوس کرتی ہوں تو روزہ نہ رکھیں لیکن بعد میں اس کی قضا کریں، (اگر یہ عورتیں صرف بچوں کے نقصان کے اندیشے سے روزہ نہ رکھیں تو قضا کے ساتھ ایک مسکین کو کھانا بھی کھلائیں گی۔ اور یہی چیز ابن عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے، اور یہی شافعی اور احمد کا قول بھی ہے۔) (کیونکہ انکا روزہ نہ رکھنا بیماری کے خوف سے نہیں ہے کہ صرف قضا کافی ہو، اس لئے اسکی تلافی مسکینوں کو کھانا کھلانے سے کی گئی جیسا کہ تندرست آدمی اسلام کے ابتدائی دور میں روزہ نہ رکھنے کی صورت میں کرتا تھا)۔

ج۔ نفلی روزوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ:

۱۔ روزہ کے سلسلہ میں نبی کریم ﷺ کی سنت سب سے کامل ترین اور حصول مقصد کا سب

سے بڑا ذریعہ تھی، اور اس کی فرضیت میں آسانی اور سہولت پیدا کی گئی، کیونکہ مرغوبات و خواہشات نفس سے بچنا غیر معمولی سخت اور دشوار گزار چیز تھی۔ آپ ﷺ روزہ رکھنے لگتے تو کہا جانے لگتا کہ اب نہیں چھوڑیں گے، اور جب نہیں رکھتے تو کہا جاتا کہ اب روزہ نہیں رکھیں گے۔ آپ نے رمضان کے علاوہ کسی مہینے کے پورے روزے نہیں رکھے۔ اور آپ ماہ شعبان سے زیادہ کسی مہینے میں روزہ نہیں رکھتے تھے اور کوئی مہینہ آپ ﷺ کا بغیر روزہ کے نہیں گزرتا تھا۔

۲- آپ ﷺ جمعہ کے دن مخصوص کر کے روزہ رکھنے کو ناپسند و مکروہ سمجھتے تھے، اور سوموار و جمعرات کے دن آپ ﷺ خاص طور سے روزہ رکھتے تھے۔

۳- آپ ﷺ سفر و حضر کسی بھی حالت میں ایام بیض (قمری مہینے کی ۱۳، ۱۴، ۱۵) تاریخ کو روزہ نہیں چھوڑتے تھے۔

۴- آپ ﷺ ہر مہینے کی شروعات کے تین دن روزہ رکھتے تھے۔

۵- آپ ﷺ نے ماہ شوال کے چہ روزوں کے بارے میں فرمایا: "رمضان کے فوراً بعد یہ روزے رکھنا ہمیشہ روزے رکھنے کے برابر ہے" (مسلم) آپ ﷺ عاشوراء کا روزہ باقی تمام ایام کے مقابلے میں زیادہ اہتمام کے ساتھ رکھتے تھے۔

۶- آپ ﷺ نے عرفہ کے دن کے بارے میں فرمایا: "عرفہ کے دن روزہ رکھنے سے گزشتہ سال اور آئندہ سال کے گناہ (صغیرہ) مٹا دیے جاتے ہیں" (مسلم) آپ ﷺ کی سنت طیبہ یہ تھی کہ میدان عرفات میں یوم عرفہ کو روزہ نہ رکھتے تھے۔

۷- آپ ﷺ ہمیشہ مسلسل روزے نہ رکھتے تھے، بلکہ آپ نے ارشاد فرمایا: "جس نے ہمیشہ اور مسلسل روزہ رکھا، اس نے نہ روزہ رکھا اور نہ افطار کیا۔" (نسائی)

۸- کبھی آپ ﷺ نفلی روزہ کی نیت کر لیتے اور پھر توڑ دیتے تھے۔ اکثر یہ ہوتا کہ آپ ﷺ گھر میں تشریف لاتے اور پوچھتے "کچھ کھانے کو ہے؟" اگر جواب ملتا نہیں، تو فرماتے: "میں اب روزہ رکھ لیتا ہوں۔" (مسلم)

۹- آپ ﷺ نے فرمایا کہ: "تم میں سے اگر کوئی روزہ دار ہو اور اسے کھانے کے لئے بلایا جائے تو وہ کہہ دے کہ میں روزے سے ہوں۔" (مسلم)
 د- اعتکاف میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ^۱

۱- نبی کریم ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کیا کرتے تھے اور یہ سنت طیبہ وفات تک جاری رہی، ایک مرتبہ آپ نے رمضان میں اعتکاف نہیں کیا تو اس کی قضا سوال میں کی۔
 ۲- ایک دفعہ آپ ﷺ نے رمضان کے پہلے عشرہ میں اور ایک مرتبہ درمیانی عشرہ میں اور ایک مرتبہ آخری عشرہ میں اعتکاف کیا۔ شب قدر اسی میں تلاش کرتے تھے۔ پھر یہ معلوم ہوا کہ شب قدر رمضان کے آخری عشرہ میں ہے تو آپ برابر (آخری عشرہ میں) اعتکاف کرتے رہے یہاں تک کہ اپنے رب سے جا ملے۔
 ۳- آپ ﷺ اعتکاف روزے کی حالت میں ہی کرتے تھے۔

^۱ زاد المعاد (۸۲/۲)

- ۴- آپ ﷺ خیمہ لگانے کا حکم دیتے تو آپ کے لئے مسجد میں خیمہ لگادیا جاتا اور آپ تنہائی میں اسی کے اندر اللہ کی عبادت کرتے تھے۔
- ۵- جب آپ اعتکاف کا ارادہ فرماتے تو فجر کی نماز کے بعد خیمہ میں داخل ہو جاتے۔
- ۶- اعتکاف کے دوران آپ ﷺ کا بستر اور چارپائی اعتکاف کی جگہ رکھ دی جاتی تھی، آپ اپنے خیمہ میں تنہا داخل ہوتے تھے۔
- ۷- آپ ﷺ اعتکاف کی حالت میں اپنے گھر صرف انسانی ضرورت کے وقت تشریف لے جاتے تھے۔
- ۸- آپ ﷺ دوران اعتکاف اپنے سر کو عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف نکالتے تو وہ باوجود ایام حیض سے ہونے کے اسے دھوتیں اور بالوں میں کنگھی کر دیتیں۔
- ۹- اور بعض ازواج مطہرات خیمہ میں بھی آتی تھیں مگر بجز بات چیت کے ان سے اور کوئی سروکار نہ رکھتے اور جب وہ چلنے کے لئے کھڑی ہوتیں تو واپسی پر ان کی مشایعت بھی کرتے تھے اور یہ رات میں ہوا کرتا تھا۔

۱۰۔ آپ ﷺ اعتکاف کے دوران ازواج مطہرات کے ساتھ مباشرت نہیں کرتے تھے اور نہ بوسہ وغیرہ لیتے تھے۔

۱۱۔ آپ ﷺ ہر سال دس دن اعتکاف فرماتے تھے مگر وفات کے سال بیس دن کا اعتکاف کیا۔

۱۱۔ حج و عمرہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ^۱

- ۱۔ عمرہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ:
- ۱۔ آپ ﷺ نے چار مرتبہ عمرہ کیا:
- پہلا: عمرہ حدیبیہ کا تھا، اور اس وقت مشرکوں نے آپ کو مسجد حرام میں داخل ہونے سے روک دیا تھا، تو آپ جس جگہ پر روک دیے گئے وہیں قربانی نحر و حلق کر کے حلال ہو گئے۔
- دوسرا: عمرہ قضاء، جس کو آپ نے حدیبیہ کے بعد والے سال کیا۔
- تیسرا: حج کے ساتھ عمرہ کیا۔
- چوتھا: مقام جعرانہ سے عمرہ کیا۔
- ۲۔ آپ ﷺ کے عمروں میں سے کوئی بھی عمرہ مکہ سے باہر نکل کر نہیں تھا بلکہ سب کے سب مکہ مکرمہ میں داخل ہوتے ہوئے تھا۔
- ۳۔ آپ ﷺ نے سال میں صرف ایک عمرہ کیا ہے، دو مرتبہ سال میں عمرہ کرنا آپ ﷺ سے ثابت

^۱ زاد المعاد (۲/۸۶)

نہیں ہے۔

۴- آپ ﷺ نے سارے عمرے حج کے مہینے ہی میں کئے۔

۵- آپ ﷺ کا فرمان ہے: " رمضان کا عمرہ حج کے برابر ہوتا ہے۔" (متفق علیہ)

ب- حج میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ^۱:

۱- جب حج کی فرضیت نازل ہوئی تو بغیر کسی تاخیر کے رسول ﷺ حج کے لئے تیار ہو گئے، آپ نے صرف ایک حج کیا اور وہ حج قرآن تھا۔

۲- آپ ﷺ نے ظہر کی نماز کے بعد احرام باندھا پھر آپ نے ان الفاظ سے تلبیہ کہا: "لبيك اللهم لبيك، لبيك لا شريك له لبيك، إن الحمد والنعمة لك والملك لا شريك له" (مسلم)

اے اللہ میں حاضر ہوں، حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں، ہر طرح کی تعریف اور نعمتیں تیرے ہی لئے ہیں، حکومت بھی تیری ہی ہے، تیرا کوئی سا جھی نہیں۔

یہ تلبیہ آپ نے باواز بلند کہا یہاں تک کہ تمام

^۱ زاد المعاد (۹۶/۲)

صحابہ نے اسے سن لیا، آپ نے حسب فرمان باری تعالیٰ انہیں یہ حکم دیا کہ وہ بھی بلند آواز سے تلبیہ کہیں۔ آپ تلبیہ پکارتے رہے اور صحابہ کرام بھی قدرے کمی و زیادتی کے ساتھ اس کو دہراتے رہے لیکن آپ نے کسی پر نکیر نہ فرمائی۔

۳- آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو حج کی تینوں قسموں، قرآن تمتع، افراد جس کا وہ چاہیں احرام باندھنے کا اختیار دیدیا تھا۔ پھر مکہ سے قریب ہونے کے وقت قربانی کا جانور ساتھ نہ رکھنے والے حضرات کو حکم دیا کہ عمرہ کر کے احرام کھول دیں اور حج قرآن کی نیت ختم کر دیں

۴- یہ سفر حج آپ ﷺ نے سواری پر کیا، کجاوہ اور بودج وغیرہ نہیں تھا، اور آپ کا زاد راہ سامان و غلہ اسی سواری ہی پر تھا۔ (کجاوہ اور بودج وغیرہ میں بیٹھنے پر علماء میں قدرے اختلاف ہے)

پھر جب آپ ﷺ مکہ مکرمہ پہنچ گئے تو جن کے پاس قربانی کا جانور نہ تھا، انہیں لازمی طور پر حکم دیدیا کہ اسے عمرہ میں تبدیل کر دیں

اور عمرہ کے بعد حلال ہو جائیں، اور جس کے پاس جانور ہو تو وہ احرام میں رہیں، پھر آپ مقام ذی طویٰ (جوزاہر کے کنوؤں سے مشہور ہے) پر پہنچے، وہاں چار ذی الحجہ اتوار کی شب گزاری اور فجر کی نماز ادا کر کے غسل فرمایا، اور مکہ مکرمہ کے لئے روانہ ہو گئے، مکہ میں آپ ﷺ حجوں سے متصل ثنیۃ العلیا کی جانب سے دن کے وقت داخل ہوئے۔

جب آپ ﷺ مسجد حرام میں داخل ہوئے تو بیت اللہ کے پاس تشریف لائے، اور تحیتہ المسجد نہیں پڑھی (کیونکہ یہاں طواف ہی تحیتہ المسجد ہے) جب حجر اسود کے بالمقابل ہوئے تو اسے بوسہ دیا، اور اس کے پاس کوئی مزاحمت نہ فرمائی، پھر آپ دائیں ہوئے اور بیت اللہ کو اپنے بائیں کیا، اور آپ نے باب کعبہ کے پاس کوئی دعا نہیں کی، نہ ہی پر نالہ کے نیچے اور نہ ہی کعبہ کی پشت اور اس کے ارکان (کونوں) کے پاس ہی کوئی دعا فرمائی، البتہ آپ سے دونوں رکنوں یعنی حجر اسود اور رکن یمانی کے درمیان یہ دعا پڑھنا ثابت ہے: "ربنا آتنا فی الدنیا

حسنة، وفي الآخرة حسنة، وقنا عذاب النار"]
البقرة: ۲۰۱]

اے ہمارے رب ہمیں دنیا میں بھلائی دے اور آخرت میں بھی بھلائی دے اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔

آپ ﷺ نے طواف کے درمیان اس کے علاوہ کوئی مخصوص دعا متعین نہیں کی ہے۔

آپ ﷺ نے اس طواف کے پہلے تین چکروں میں رمل کیا یعنی چھوٹے چھوٹے قدم رکھتے ہوئے جلدی چلے اور اضطباع بھی کیا یعنی داہنا مونڈھا کھول کر بائیں مونڈھے پر چادر ڈال دی، اس طرح داہاں کندھا کھلا ہوا تھا اور بائیں ڈھکا ہوا تھا۔

آپ ﷺ جب حجر اسود کے سامنے ہوتے تو اس کی طرف اشارہ کرتے یا اسے خمدار عصا سے چھو کر اسے بوسہ دیتے تھے۔ اور اللہ اکبر کہتے تھے۔

اسی طرح آپ ﷺ نے رکن یمانی کو چھوا لیکن اس کا بوسہ نہ لیا اور نہ ہی اسے چھونے کے بعد اپنے ہاتھ کا بوسہ لیا۔ جب طواف کعبہ سے فارغ ہوئے تو مقام ابراہیم کے پیچھے آئے اور یہ آیت

پڑھی: ﴿ وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى ﴾ (سورة البقرة: ۱۲۵) "اور مقام ابراہیم کو مصلی بنا لیجئے۔"

پھر دو رکعت نماز پڑھی، اور مقام ابراہیم آپ کے اور بیت اللہ کے درمیان تھا۔

پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ الکافرون اور دوسری رکعت میں سورہ اخلاص تلاوت فرمائی، نماز سے فارغ ہونے کے بعد حجر اسود کے پاس تشریف لائے اور اس کا استلام کیا۔ پھر صفا کی طرف نکلے، جب اس سے قریب ہوئے تو یہ آیت پڑھی: ﴿ إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ ﴾ (سورة البقرة: ۱۵۸)

"بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔"

پھر فرمایا: "أبدأ بما بدأ الله به" میں بھی اسی سے شروع کرتا ہوں جس سے اللہ نے شروع کیا۔

پھر کوہ صفا پر چڑھ کر بیت اللہ کی طرف رخ کیا اور لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر کہہ کر یہ دعا پڑھی: "لا إله إلا الله وحده لا شريك له، له الملك، وله الحمد، وهو على كل شيء قدير، لا إله إلا الله وحده،

أنجزو عده, ونصر عبده, وهزم الأحزاب وحده" (داود, ترمذی, نسائی, ابن ماجہ)
 اللہ واحد کے سوا کوئی معبود برحق نہیں, اسی کیلئے بادشاہی ہے, اور اسی کے لئے ستائش ہے اور وہی ہر چیز پر قادر ہے, اللہ واحد کے سوا کوئی معبود برحق نہیں, اس نے اپنا وعدہ پورا کیا, اپنے بندہ کو فتحیاب کیا اور تمام جماعتوں کو تنہا شکست دی.

پھر آپ ﷺ نے اس کے بیچ دعا فرمائی اور اس طرح تین مرتبہ آپ نے یہ دعاء مذکور پڑھیں.
 پھر سعی کرتے ہوئے مروہ کی طرف چلے, نشیب میں پہنچ کر دوڑنے لگے (یہ دوڑنا دونوں سرسبز نشانوں کے بیچ تھا) یہاں تک کہ جب وادی سے نکل گئے اور اوپر چڑھنے لگے تو معمول کے مطابق چلنے لگے. آپ نے سعی کا آغاز پیدل کیا, پھر آپ نے بھیڑ کیوجہ سے سوار ہو کر سعی پوری کی.

جب آپ ﷺ مروہ پہنچتے تو اس پر چڑھتے اور بیت اللہ کو سامنے کر کے اللہ کی تکبیر و توحید بیان کرتے یعنی اللہ اکبر اور لا الہ الا اللہ " پڑھتے

اور آپ نے مروہ پر وہی سب کچھ (دعائیں) کیں جو صفا پر کیا، (لیکن آیت "ان الصفا" مروہ پر نہیں پڑھے)۔

جب آپ ﷺ مروہ کے پاس سعی مکمل کرچکے تو ان تمام لوگوں کو جن کے ہمراہ قربانی کے جانور نہ تھے ہدایت کی کہ اب احرام اتار دیں اور پوری طرح سے حلال ہو جائیں، چاہے وہ مفرد ہوں یا قارن ہوں۔

اور چونکہ آپ ﷺ کے ساتھ قربانی کا جانور تھا اسلئے آپ حلال نہیں ہوئے اور فرمایا: "جو بات مجھے بعد میں معلوم ہوئی اگر پہلے سے معلوم ہوتی تو قربانی کا جانور ساتھ نہ لاتا اور صرف عمرہ کا احرام باندھتا۔" (متفق علیہ)

اسی جگہ آپ ﷺ نے بال منڈوانے والوں کے لئے تین مرتبہ اور بال چھوٹا کروانے والوں کے لئے ایک مرتبہ دعائے مغفرت فرمائی۔

آپ ﷺ یوم ترویہ (۸ ذی الحجہ) تک مکہ میں قیام کے دوران مسلمانوں کے ساتھ ظاہر مکہ میں اپنی منزل پر قصر نماز پڑھتے رہے۔ یوم ترویہ یعنی ۸ ذی الحجہ چاشت کے وقت

اپنے ہمراہ لوگوں کے ساتھ منیٰ تشریف لے گئے ، جنہوں نے احرام کھول دیا تھا وہ اپنے گھروں سے (حج کا) احرام باندھ کر نکلے، جب آپ منیٰ پہنچے تو وہیں نزول فرمایا اور ظہر و عصر کی نماز ادا کی اور وہیں شب گزارا، جب صبح ہوئی تو عرفہ کو روانہ ہوئے ، صحابہ کرام میں سے بعض تلبیہ کہ رہے تھے اور بعض تکبیر، آپ ﷺ دونوں کو سن رہے تھے مگر کچھ نہ کہتے تھے، آپ کے حکم سے آپ کے لئے نمرہ میں خیمہ لگایا گیا، -اور نمرہ یہ عرفہ کا حصہ نہیں ہے بلکہ عرفات کے مشرقی حصہ میں ایک گاؤں ہے۔ اس میں آپ ﷺ نے قیام فرمایا، سورج ڈھلنے کے بعد قصواء اونٹنی پر سوار ہو کر وادیِ عرفہ کے نشیبی حصہ تک گئے۔ اسی مقام سے سواری پر بیٹھے ایک عظیم الشان خطبہ دیا جس میں آپ نے اسلامی اصول و قواعد کی وضاحت کی اور شرک و جاہلیت کے رسم و رواج کی تردید فرمائی، جان و مال، عزت و آبرو کی حرمت کا اعلان فرمایا، جن کی حرمت پر دوسرے اہل مذاہب بھی متفق ہیں۔

اسی خطبہ میں جاہلی معاملات اور سود کے خاتمہ کا اعلان فرمایا، اور انہیں عورتوں کے ساتھ حسن و سلوک کی تاکید فرمائی، اسی خطبہ میں آپ ﷺ نے امت کو تمسک بالقرآن کا حکم دیا اور صحابہ سے اقرار و گواہی لیا کہ آپ نے اللہ کے پیغام کو (یا احکام اسلام بحسن و خوبی) پہنچادیا، اور رسالت کا حق ادا کر دیا ہے اور امت کی خیر خواہی فرمائی، اور اس بات پر اللہ کو گواہ بنایا۔

جب آپ ﷺ نے خطبہ ختم کیا تو حضرت بلال کو اذان دینے کا حکم دیا چنانچہ اذان اور اقامت ہوئی پھر آپ نے سری قراءت سے ظہر کی دو رکعت ادا کی اور یہ جمعہ کا دن تھا۔ پھر دوبارہ اقامت ہوئی اور عصر کی دو رکعتیں ادا فرمائیں، آپ کے ہمراہ اہل مکہ بھی تھے، انہوں نے بھی قصر اور جمع کر کے نماز پڑھی، جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو سوار ہو کر موقف آئے، اور جب لوگوں کو آپ ﷺ کے روزے کے بارے میں شک ہوا تو میمونہ رضی اللہ عنہا نے دودھ کا پیالہ بھجوا دیا اور آپ ﷺ موقف ہی کے پاس

کھڑے ہوئے تھے تو آپ ﷺ نے لوگوں کے سامنے ہی اس کو نوش فرمایا۔ اور میدان عرفات ہی میں پہاڑ کے دامن میں چٹانوں کے پاس قبلہ رخ سواری ہی پر اس طرح کھڑے ہوئے کہ جبل مشاة آپ کے سامنے تھا اور سورج غروب ہونے تک دعا و گریہ زاری میں مشغول رہے۔ اور لوگوں کو حکم دیا کہ وادی عرنہ سے ہٹ جائیں، اور مزید فرمایا کہ: "میں یہاں کھڑا ہوا ہوں اور پورے کا پورا عرفہ کھڑا ہونے کی جگہ ہے۔" (مسلم)

دعاؤں میں آپ ﷺ اپنا ہاتھ سینے تک اٹھائے ہوئے تھے جس طرح کوئی مسکین کھانا مانگ رہا ہو، اس موقع پر ارشاد فرمایا کہ "بہترین دعا عرفہ کے دن کی دعا ہے، اور بہترین (دعا) جس کو میں اور مجھ سے پہلے انبیاء نے کی ہے وہ: لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ، لہ الملک ولہ الحمد، وهو علی کل شیء قدير" ہے۔ (ترمذی)

اللہ کے علاوہ کوئی برحق معبود نہیں جو اکیلا ہے جس کا کوئی شریک نہیں، ساری تعریف اور بادشاہت کا تھا مالک ہے،

اور ہر چیز پر قادر ہے۔ (ترمذی)
 جب آفتاب غروب ہو گیا اور زردی بھی ختم ہو گئی
 اور غروب آفتاب میں کوئی شک و شبہ نہیں رہا تو
 آپ ﷺ عرفات سے چل پڑے اور حضرت اسامہ
 بن زید کو اپنے پیچھے بٹھالیا، اور سکینت
 و خاموشی سے چلتے رہے، اور اونٹنی کی لگام
 اپنی طرف کھینچ لی، یہاں تک کہ اسکا
 سر کجاوے کے کنارے سے لگ جاتا، اس موقع
 پر آپ فرما رہے تھے: "اے لوگو! سکون و اطمینان
 سے چلو کیونکہ تیز چلنا نیکی نہیں ہے" (بخاری)
 آپ ﷺ "مازمین" کے راستے سے واپس ہوئے
 اور "ضب" کے راستے سے عرفہ میں داخل
 ہوئے تھے۔

پھر آپ ﷺ نے چلنے کا وہ انداز اختیار کیا جسے
 (سیر عنق) کہتے ہیں۔ یعنی نہ بہت آہستہ نہ بہت
 تیز بلکہ درمیانہ چال اختیار کی۔ جب آپ کو
 وسیع راستہ نظر آتا تو ذرا تیز ہو جاتے۔

آپ ﷺ راستے میں برابر تلبیہ پڑھتے
 رہے، اور راستہ میں پیشاب کیوجہ سے ایک جگہ
 نزول فرمایا اور ہلکا وضوء فرمایا، پھر آپ چل

پڑے یہاں تک کہ مزدلفہ پہنچ کر نماز کے لئے وضوء فرمایا، اور اذان و اقامت کہنے کا حکم دیا، پھر آپ ﷺ نے اونٹوں کے بیٹھانے اور لوگوں کے اپنے سامان اتارنے سے پہلے مغرب کی نماز پڑھائی، پھر جب انہوں نے اپنے سامانوں کو اتار لیا، تو دوبارہ اقامت کہی گئی اور عشاء کی نماز ادا فرمائی، عشاء کے لئے اذان نہیں کہی گئی، اور مغرب و عشاء کے درمیان آپ نے کوئی نماز نہیں پڑھی۔

پھر آپ سو گئے یہاں تک کہ صبح ہو گئی، اس رات آپ نے کوئی عبادت نہ کی۔

اس رات چاند ڈوبنے کے بعد آپ ﷺ نے اپنے کمزور اہل کو فجر سے پہلے منیٰ روانگی کا حکم دے دیا، اور ان کو تاکید فرمائی کہ وہ آفتاب نکلنے سے پہلے کنکریاں نہ ماریں۔

طلوع فجر کے بعد اول وقت میں نماز فجر ادا فرمائی، اور اس کے لئے اذان و اقامت کہی گئی، پھر سوار ہو کر مشعر حرام کے پاس آئے اور لوگوں کو باخبر کیا کہ مزدلفہ سارا کا سارا موقف ہے۔ پھر قبلہ رخ ہو کر دعا و تضرع، تکبیر و تہلیل

اور ذکر الہی میں مشغول ہو گئے حتیٰ کہ کافی روشنی ہو گئی، پھر آپ مزدلفہ سے حضرت فضل بن عباس کو پیچھے سواری پر بیٹھا کر چلے، اور یہیں راستے میں حضرت ابن عباس کو حکم دیا کہ کہ رمی الجمار کے لئے سات کنکریاں چن لیں، چنانچہ آپ انہیں اپنے ہاتھ میں اچھالنے لگے اور فرمانے لگے: "ایسی ہی کنکریوں سے رمی کرو، اور دین میں غلو کرنے سے بچو، کیونکہ پچھلی قومیں دین میں غلو کرنے کی وجہ سے ہلاک ہوئیں" (نسائی، ابن ماجہ)

جب آپ وادی محسّر میں پہنچے تو اونٹنی کی رفتار تیز کر دی، اور درمیانی راستہ اختیار کیا جو جمرہ عقبہ یا کبریٰ پر نکلتا ہے یہاں تک کہ آپ منیٰ پہنچے، آپ ﷺ رمی شروع کرنے تک تلبیہ کہتے رہے، جمرہ کے سامنے وادی میں اس طرح کھڑے ہوئے کہ خانہ کعبہ آپ کے بائیں اور منیٰ آپ کے دائیں ہاتھ تھا، پھر طلوع آفتاب کے بعد سواری پر سے یکے بعد دیگرے سات کنکریاں پھینکیں، ہر کنکری پر تکبیر کہتے تھے، (اور لیبیک کہنا بند کر دیا تھا)۔

پھر آپ منیٰ واپس آئے اور ایک فصیح و بلیغ خطبہ دیا جس میں لوگوں کو قربانی کے دن کی حرمت و عظمت اور فضیلت نیز مکہ کی حرمت بیان فرمائی۔ اور حکم فرمایا کہ کتاب اللہ کے مطابق حکمرانی کرنے والوں کی اطاعت کریں، اور حج کے مناسک کی تعلیم دی، پھر آپ منیٰ میں قربانی کے مقام پر تشریف لے گئے، چنانچہ وہاں پرتریسٹہ اونٹ اپنے ہاتھ سے ذبح کئے، اونٹ کو کھڑا رکھ کر اور اسکی اگلی بائیں ٹانگ باندھ کر آپ نے نحر کیا، پھر آپ رک گئے اور سومیں سے باقی اونٹ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ذبح کرنے کا حکم دیا، اور انکو یہ حکم دیا کہ ان اونٹوں کو مسکینوں میں صدقہ کر دینا اور قصاب کو اجرت میں قربانی کی کوئی چیز نہ دینا۔

اور فرمایا کہ سارا کا سارا منیٰ قربانی کی جگہ ہے، اور مکہ کی گلیاں راستہ اور قربان گاہ ہیں۔ جب آپ ﷺ قربانی سے فارغ ہوئے تو حجام کو بلوایا اور سر کا حلق کرایا، تو اس نے دائیں جانب سے شروع کیا، پھر آپ ﷺ نے حلاق کو بائیں

طرف حلق کرنے کا حکم دیا، پھر آپ نے بال ابو طلحہ کو دیدیا، اور فرمایا: "کہ اس بال کو لوگوں کے درمیان تقسیم کر دو." (متفق علیہ) اور حلق کرانے والوں کو تین مرتبہ مغفرت کی دعا فرمائی اور چھوٹا کرانے والوں کے لیے ایک مرتبہ دعائے مغفرت فرمائی، اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے حلال ہونے سے پہلے آپ ﷺ کو خوشبولگائی۔

پھر نبی کریم ﷺ ظہر سے قبل سوار ہو کر مکہ مکرمہ کی طرف تشریف لے گئے اور طواف افاضہ کیا، آپ نے اس کے علاوہ دوسرا طواف نہیں کیا اور نہ ہی سعی فرمائی، اور نہ اس طواف میں رمل کیا، اور نہ ہی طواف وداع میں رمل کیا، آپ نے رمل صرف طواف قدوم میں ہی کیا تھا۔ پھر آپ ﷺ طواف مکمل ہونے کے بعد زمزم کے پاس تشریف لائے اور وہاں لوگ پانی پی رہے تھے تو صحابہ کرام نے آپ کو ٹول میں پانی دیا اور آپ نے کھڑے ہو کر اسے نوش فرمایا۔ پھر آپ ﷺ نے منیٰ واپس آکر وہیں رات گزارى، اسمیں اختلاف ہے کہ آپ نے ظہر کی نماز منیٰ

میں ادا کی یا مکہ مکرمہ میں، ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ آپ ﷺ نے منیٰ میں نماز ظہر پڑھی۔ اور جابرو عائشہ رضی اللہ عنہا کے فرمان کے مطابق مکہ میں۔

جب صبح ہوئی تو زوال آفتاب کا انتظار کیا، جب سورج ڈھل گیا تو اپنے قیام گاہ سے جمرات کی طرف پیدل تشریف لے گئے، اور جمرہ اولیٰ سے شروع کیا، جو مسجد خیف سے قریب ہے، اور اللہ اکبر کہہ کر سات کنکریاں ماریں۔

پھر جمرہ سے تھوڑا آگے بڑھے اور دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر قبلہ رخ ہو کر لمبی دعا فرمائی اتنی طویل کہ جتنی سورہ بقرہ پڑھی جاسکتی ہے۔

پھر جمرہ وسطیٰ کے پاس آئے اور "اللہ اکبر" کہہ کر سات کنکریاں ماریں، پھر وادی سے متصل بائیں جانب آئے اور قبلہ رخ ہو کر دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر پہلے سے کچھ کم لمبی دعا فرمائی۔

پھر آپ ﷺ جمرہ عقبہ کے پاس آئے، اور وادی میں داخل ہوئے، اور جمرہ کو سامنے رکھ کر، بیت اللہ کو بائیں اور منیٰ کو دائیں کر کے "اللہ

اکبر" کہ کراس جمرہ کو سات کنکریاں ماری، اور کنکریاں پھینکنے کے بعد وہاں کوئی دعا نہ مانگی بلکہ فوراً واپس آگئے۔

اور گمان غالب یہ ہے کہ آپ ﷺ نماز ظہر سے قبل ہی رمی کرتے تھے پھر واپس جا کر نماز پڑھتے تھے۔ اور عباس رضی اللہ عنہ کو منیٰ کی راتوں کو سقایہ کی وجہ سے مکہ میں گزارنے کی اجازت دیدی تھی۔

آپ ﷺ نے دودن میں کنکری ماری کر جانے میں جلدی نہیں کی بلکہ ایام تشریق کے تینوں دنوں کو مکمل کیا اور کنکری ماری، اور ظہر کے بعد محصب کی طرف روانہ ہوئے، پھر آپ ﷺ نے وہیں پر ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نمازیں ادا فرمائی، اور سو گئے، پھر اٹھ کر مکہ تشریف لے گئے، اور سحری کے وقت طواف وداع فرمایا۔

آپ ﷺ نے اس طواف میں رمل نہیں فرمایا، اور صفیہ رضی اللہ عنہا کو جب حیض آگیا تو انہیں طواف وداع نہ کرنے کی رخصت دیدی۔ اور عائشہ رضی اللہ عنہا کو ان کے دل کی تسکین کے لئے انکے بھائی کے ساتھ مقام تنعیم سے

جا کر عمرہ کرنے کی اجازت مرحمت فرمادی،
جب وہ رات کو عمرہ کر کے فارغ ہو گئیں تو آپ
ﷺ نے صحابہ کو کوچ کرنے کا حکم دیدیا،
اور لوگ روانہ ہو گئے۔

۱۲۔ ہدی، قربانی اور عقیقہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ^۱

۱۔ قربانی کے جانور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ:

- ۱۔ ہدی میں نبی کریم ﷺ نے بکری اور اونٹ دیے، اور ازواج مطہرات کی طرف سے گائے دی، نیز آپ نے مقیم ہونے کی حالت میں، اور اپنے عمرہ میں اور اپنے حج میں ہدی پیش کی۔
- ۲۔ بکری کو جب آپ ﷺ ہدی میں بھیجتے تو قلابہ (باریا پٹا) پہناتے تھے اور نشان نہ لگاتے تھے۔ جب آپ مقیم ہوتے اور ہدی بھیجتے تو کسی حلال چیز کو اپنے اوپر حرام نہ کرتے تھے۔
- ۳۔ اور جب اونٹ بطور ہدی کے لے جاتے تو اسے قلابہ بھی ڈالتے اور نشان بھی لگاتے تھے، چنانچہ آپ اسکی کوہان کی دائیں جانب سے ذرا شق کر دیتے تاکہ خون نکل آئے۔
- ۴۔ ہدی بھیجتے ہوئے آپ قاصد کو یہ حکم دیتے تھے کہ اگر کوئی جانور مرنے لگے تو اس کو ذبح

^۱ (زاد المعاد ۲/۲۸۵)

کردے اور جوتے کو اسکے خون سے رنگ کر اسکے پہلو میں رکھ دے، اسکا گوشت نہ خود کھائے نہ اپنے ساتھیوں کو کھلائے، بلکہ دوسروں میں تقسیم کر دے۔

۵- آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو ایک اونٹ اور ایک گائے میں سات آدمیوں کو شریک ہونے کی اجازت دی ہے۔

۶- اور ہدی کے لے جانے والے کو بھی اجازت دی ہے کہ اگر دوسری سواری میسر نہ ہو تو معمول کے مطابق اس پر سوار ہو سکتا ہے یہاں تک کہ اسے دوسری سواری مل جائے۔

۷- آپ ﷺ کی سنت طیبہ یہ تھی کہ آپ اونٹوں کے بائیں پاؤں کو باندھ کر کھڑا کر کے انہیں نحر کرتے اور نحر کرتے وقت "بسم اللہ اللہ اکبر" کہتے تھے۔

۸- آپ ﷺ قربانی کے جانور کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرتے تھے۔ بسا اوقات یہ کام کسی دوسرے کے سپرد کر دیتے تھے۔

۹- آپ ﷺ جب بکری ذبح کرتے تو اپنا پیر اسکے چہرہ پر رکھتے پھر "بسم اللہ اللہ اکبر" کہہ ذبح

کرتے تھے۔

۱۰۔ آپ ﷺ نے اپنی امت کو ہدی اور قربانی کے گوشت میں سے کھانے کی اور بطور تحفہ و توشہ لے جانے کی بھی اجازت دی ہے۔

۱۱۔ بسا اوقات آپ نے ہدی کا گوشت تقسیم فرمایا ہے، اور بسا اوقات یوں بھی فرمایا: "(جو چاہے ایسا کرے)، اور جو چاہے کاٹ کر لے جائے"

۱۴۔ آپ ﷺ کی سنت طیبہ یہ تھی کہ عمرہ کے ہدی کو مروہ کے پاس اور حج قرآن کے ہدی کو منیٰ میں ذبح کرتے تھے۔ اور آپ ﷺ نے حلال ہونے سے پہلے کبھی اپنے ہدی کو نحر نہ کیا، نیز آپ ہمیشہ طلوع آفتاب اور رمی کے بعد ہی نحر کرتے تھے، اور نہ ہی آپ نے کبھی طلوع آفتاب سے پہلے نحر یا ذبح کرنے کی کسی کو اجازت دی۔

ب۔ قربانی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ^۱

۱۔ آپ ﷺ کبھی بھی قربانی کو نہیں چھوڑتے

^۱ (زاد المعاد ۲/۲۸۹)

تھے، آپ نماز عید کے بعد دو مینڈھوں کی قربانی کرتے تھے اور فرماتے تھے: تشریق کے تمام دن ذبح کے دن ہیں" (مسند احمد)

۲- آپ ﷺ نے فرمایا: "جس نے نماز عید سے پہلے ذبح کیا تو اسکی قربانی نہیں ہوئی، بلکہ وہ ایک گوشت ہے جو اس نے اپنے گھروالوں کے لئے پیش کیا ہے" (متفق علیہ)

۳- آپ ﷺ نے یہ حکم دیا کہ بھیڑ کا جذعہ ذبح کیا جائے۔ اور جذعہ کہتے ہیں جس نے چہ مہینہ کو پورا کر لیا ہو۔ اور دوسرے جانوروں میں سے جو دودانت والا ہو چکا ہو، اونٹوں میں سے تئیبہ وہ ہے جو پانچ سال کو مکمل کر لیا ہو، اور گائے میں سے تئیبہ وہ ہے جو تیسرے میں داخل ہو چکا ہو۔

۴- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت طیبہ یہ تھی کہ قربانی کے جانور بہترین اور تمام عیوب سے پاک و صحیح سالم کا انتخاب کرتے تھے، اور آپ نے کان کٹے، سینگ ٹوٹے، اندھے، لنگڑے، ٹوٹے اور کمزور (گوشت سے خالی) جانور کی قربانی کرنے سے منع فرمایا ہے۔

اور یہ حکم دیا کہ آنکھوں اور کانوں کو غور سے

دیکھ لیا جائے یعنی انکے صحیح وسالم ہونے کا بخوبی جائزہ لے لیا جائے۔

۵- آپ ﷺ نے یہ حکم دیا کہ جو شخص قربانی کا ارادہ کرے تو عشرہ ذی الحجہ کے داخل ہونے پر اپنے بالوں اور ناخنوں کو نہ کاٹے۔

۶- آپ ﷺ کی سنت طیبہ عیدگاہ میں قربانی کرنے کی تھی۔

۷- آپ ﷺ کی سنت طیبہ یہ تھی کہ بکری ایک آدمی اور اسکے گھروالوں کی جانب سے کافی ہوتی ہے گرچہ انکی تعداد زیادہ ہو۔

ج- عقیقہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت طیبہ^۱

۱- آپ ﷺ نے فرمایا: "ہر بچہ اپنے عقیقہ کے گروی ہے لہذا چاہیے کہ ساتویں دن اسکی طرف سے قربانی کی جائے، اسکا سرمونڈا جائے اور اسکا نام رکھا جائے" (داود ترمذی، نسائی)

۲- اور آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ: "الزکے کی طرف

^۱ (زاد المعاد ۲/۲۹۶)

سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک
بکری ذبح کرنا ہے" (داود، نسائی)

۱۳۔ خرید و فروخت اور معاملہ داری میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ^۱

۱۔ آپ ﷺ خرید و فروخت کرتے تھے لیکن رسالت کے بعد آپ کی خریداری زیادہ تھی، آپ نے اجرت پے کام کیا، اور لوگوں کو اجرت پے رکھا بھی، وکیل بنایا اور وکیل بنے بھی لیکن آپ کی توکیل وکیل بننے سے زیادہ تھی۔

۲۔ آپ ﷺ نے نقد اور قرض دونوں طرح سے خریداری کی، آپ نے دوسروں کی سفارش کی اور آپ کے پاس دوسروں کی سفارش کی بھی گئی، گروی کے ذریعہ قرض لیا اور بغیر گروی کے بھی۔ اور آپ نے (سامان) عاریتاً بھی لیا۔

۳۔ آپ نے ہبہ دیا اور ہبہ کو لیا بھی، ہدیہ دیا اور ہدیہ کو قبول بھی کیا، اور اسکا اچھا بدلہ بھی دیا، اور اگر اس (کو قبول کرنے) کی چاہت نہ ہوئی تو ہدیہ دینے والے سے معذرت کر دی۔ آپ ﷺ کے پاس بادشاہوں کے ہدیے آتے تھے آپ انہیں قبول کر لیتے اور صحابہ کرام کے درمیان اسے

^۱ (زاد المعاد ۱/۱۵۴)

تقسیم کر دیتے تھے۔

۴- آپ ﷺ لوگوں میں سب سے اچھا معاملہ کرنے والے تھے، آپ جب کسی سے پیشگی قرض لیتے تو اس سے اچھا بدلہ دیتے تھے، اور اسکے مال و اہل میں برکت کی دعا فرماتے تھے، ایک مرتبہ آپ نے ایک اونٹ قرض لیا تو اسکا مالک آکر آپ سے قرض کا مطالبہ کرنے لگا اور سختی سے پیش آیا، تو صحابہ کرام نے اس کے قتل کا ارادہ کیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اس کو چھوڑ دو اس لئے کہ صاحب حق کو بولنے کا حق ہے۔" (متفق علیہ)

۵- آپ ﷺ جہالت کرنے والوں کے ساتھ بردباری سے پیش آتے تھے، اور غصہ کرنے والے کو یہ حکم دیتے کہ اپنے غصہ کو وضو کے ذریعہ، یا اگر کھڑا ہو تو بیٹھ کر اور شیطان سے اللہ کی پناہ مانگ کر ٹھنڈا کر لے۔

۶- آپ ﷺ کسی کے ساتھ کبر و گھمنڈ سے پیش نہ آتے بلکہ آپ اپنے ساتھیوں کے ساتھ تواضع اور نرم گوشہ کو اپناتے تھے اور ہر چھوٹے بڑے کو سلام کرتے تھے۔

- ۷- آپ ﷺ مذاق بھی کرتے توحق بات ہی کے ذریعہ کرتے تھے، اور توریہ کرتے توحق بات ہی کے ذریعہ توریہ کرتے تھے۔
- ۸- آپ ﷺ نے پیدل دوڑ کا مقابلہ کیا، آپ ﷺ اپنے جوتے کو خود سلتے تھے، اور اپنے کپڑوں کو خود دھوتے، اور اپنے ڈول کو خود بھرتے، اپنی بکری خود دوہتے، اور اپنے کپڑوں کو خود پیوند لگاتے، اور اپنی اور اہل خانہ کی خدمت کرتے تھے، آپ صحابہ کے ساتھ مسجد نبوی کی تعمیر میں اینٹ ڈھوتے تھے۔
- ۹- آپ ﷺ مخلوق میں سب سے وسیع الصدر تھے، اور نفس کے پاکباز تھے۔
- ۱۰- آپ ﷺ کو دو چیزوں میں اختیار دیا جاتا تو اسمیں سے آسان ہی کو اپناتے جب وہ گناہ سے خالی ہوتا۔
- ۱۱- آپ ﷺ کسی ظالم سے ظلم کا بدلہ نہ لیتے تھے مگر یہ کہ وہ اللہ کی حرمت کی پامالی کرے، جب وہ اللہ کی حرمتوں کو پامال کرتا تو آپ سے زیادہ غضبناک کوئی نہ ہوتا تھا۔
- ۱۲- آپ ﷺ مشورہ دیتے تھے اور مشورہ لیتے

بھی تھے، مریضوں کی تیمارداری کرتے تھے، جنازہ میں حاضر ہوتے تھے، دعوت کو قبول کرتے تھے، کمزوروں، مسکینوں اور بیواؤں کی ضرورت کی تکمیل کی لئے ان کے ساتھ جاتے تھے۔

۱۳۔ آپ اس شخص کے لئے جو کسی پسندیدہ چیز کو آپ پر پیش کرتا دعا کرتے اور فرماتے: "جس کی طرف کسی نے کوئی بھلائی کا کام کیا تو اس نے اس کے لئے "جزاک اللہ خیرا" کہا یعنی اللہ آپ کو اس کا بہتر بدلہ دے، تو اس نے انتہائی بلیغ تعریف کی" (ترمذی)

۱۴۔ نکاح اور معاشرت میں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ^۱

- ۱۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے: "تمہاری دنیا کی چیزوں میں سے میرے لیے عورت اور خوشبو کو محبوب کر دیا گیا، اور میری دونوں آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے" (نسائی)
- اور آپ نے فرمایا: "اے نوجوانوں کی جماعت! تم میں سے جو نان و نفقہ و جماع کی طاقت رکھے تو شادی کر لے" (متفق علیہ) اور فرمایا: "زیادہ محبت کرنے والی اور زیادہ بچہ دینے والی عورت سے شادی کرو۔" (ابوداؤد)
- ۲۔ آپ ﷺ کی سنت طیبہ یہ تھی کہ بیویوں کے ساتھ اچھی صحبت اور حسن خلق سے پیش آتے تھے، اور فرماتے تھے: "تم میں سے سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے اہل کے ساتھ بہتر ہو، اور میں اپنے اہل کے ساتھ تم میں سب سے بہتر ہوں" (ترمذی، ابن ماجہ)

^۱ زاد المعاد (۱/۱۴۵)

۳- آپ ﷺ کی بیویوں میں سے کوئی جب کسی چیز کی رغبت کرتی تو آپ ان کی خواہش کو پوری کرتے تھے جب تک کہ اسمیں کوئی ممانعت نہ پائی جائے، آپ انصار کی بچیوں کو عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیج دیتے تاکہ وہ انکے ساتھ کھیل کود کر سکیں، جب عائشہ رضی اللہ عنہا کسی برتن سے پیتیں تو آپ اس برتن کو لے کر اسی جگہ سے پیتے جہاں پروہ اپنے منہ کو رکھتی تھیں، آپ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گود میں ٹیک لگاتے تھے اور انکی گود میں اپنے سر کو رکھ کر قرآن کی تلاوت فرماتے تھے، اور بسا اوقات وہ حیض سے ہوتیں، اور آپ انہیں ازار باندھنے کا حکم فرماتے پھر ان سے مباشرت کرتے تھے۔

۴- آپ ﷺ عصر کی نماز پڑھنے کے بعد اپنی بیویوں کے پاس تشریف لے جاتے ان سے قریب ہو کر انکے احوال کا جائزہ لیتے تھے۔ جب رات ہو جاتی تو اس بیوی کے گھر جاتے جسکی باری ہوتی تھی اور اس کے پاس شب باشی کرتے۔

۵- آپ ﷺ نے بیویوں کے درمیان شب

باشی (باری) رہائش , اور نان و نفقہ کو تقسیم کر رکھا تھا, بسا اوقات آپ ﷺ باقی بیویوں کی موجودگی میں بعض بیویوں کی طرف ہاتھ کو بڑھاتے تھے^۱.

۶- آپ ﷺ اپنی بیویوں سے اول اور آخر شب میں ہمبستری کرتے تھے, جب آپ شروع رات میں جماع کرتے تو غسل فرما کر سوجاتے , اور بسا اوقات وضوء کر کے سوجاتے , آپ ﷺ کو جماع وغیرہ میں تیس آدمیوں کی طاقت دی گئی تھی. آپ ﷺ فرماتے: "ملعون ہے وہ شخص جو اپنی بیوی کے پاس دبر کے راستے سے مجامعت کرے" (داود) اور فرمایا: "جب تم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی سے ہمبستری کا ارادہ کرے تو کہے: "اللہم جنبنا الشیطان و جنب الشیطان ما رزقتنا" یعنی اے اللہ تو ہمیں شیطان سے بچا اور اس چیز کو بھی جسے تو عطا کرنے والا ہے. اس لئے کہ اگر ان کے درمیان کوئی اولاد ٹہر گئی تو شیطان کے شر سے محفوظ رہے گی" (متفق

^۱ زاد المعاد (۱/۱۴۹)

(علیہ)

۷- آپ ﷺ فرماتے کہ جب تم میں سے کوئی کسی عورت یا خادم یا جانور کو حاصل کرے تو اسکی پیشانی پکڑ کر اللہ سے اسکی برکت کے لئے دعا کرے اور اللہ کا نام لے کر یہ دعا پڑھے: (اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ مَا جُبِلَتْ عَلَيْهِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا جُبِلَتْ عَلَيْهِ) "اے اللہ میں اسکی بھلائی چاہتا ہوں اور اس چیزکی بھلائی جس پر وہ پیدا کیا گیا ہے، اسکی شر اور اس چیزکی شر سے جس پر پیدا کیا گیا ہے تیری پناہ چاہتا ہوں،" (ابوداؤد، ابن ماجہ)

۸- آپ ﷺ شادی کرنے والوں کیلئے یہ دعا فرماتے تھے: (بَارِكْ اللَّهُ لَكَ، وَبَارِكْ عَلَيْكَ، وَجَمْعُ بَيْنَكُمَا عَلَى خَيْرٍ) "اللہ تیرے لئے برکت کرے، اور تجھ پر برکت کرے، اور بھلائی کے ساتھ تم دونوں کو جمع کرے" (داؤد، ترمذی، ابن ماجہ)

۹- آپ ﷺ جب سفر کا ارادہ فرماتے تو عورتوں کے درمیان قرعہ ڈالتے تو جسکے نام سے تیر نکلتا اسی کے ساتھ سفر کرتے تھے، اور باقی کے بارے میں کچھ نہ کرتے تھے۔

۱۱۔ آپ ﷺ گھروں کو باندھ کر شادہ کرنے اور سجانے کا اہتمام نہیں کرتے تھے۔

۱۲۔ آپ ﷺ نے طلاق بھی دیا اور رجوع بھی کیا، اور ایک مہینہ کیلئے وقتی طور پر بیویوں سے ایلاء (جدائی) اختیار کیا، البتہ آپ ﷺ نے ظہار (کہ توجہ پر میرے ماں کی طرح حرام ہے) کبھی نہ کیا۔

۱۵- کھانے پینے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ^۱

۱- کھانے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ:

۱- آپ ﷺ کے پاس جو کچھ آتا اسے واپس نہ کرتے اور جونہ ہوتا اسکے لئے تکلف نہ کرتے تھے، آپ ﷺ کے پاس جو بھی پاک چیز پیش کی جاتی اسے تناول فرماتے مگر یہ کی طبیعت اسے نہ چاہے۔ تو آپ بغیر حرام قرار دیے اسے چھوڑ دیتے تھے، اور آپ اپنے نفس کو اس سے نفرت پر نہیں اکساتے، آپ ﷺ نے کبھی کھانے میں عیب نہ لگایا، اگر دل چاہا تو کھالیا، ورنہ چھوڑ دیا، جیسا کہ ساند کے کھانے کو عادی نہ ہونے کی وجہ سے چھوڑ دیا۔

۲- جو کچھ میسر ہوتا آپ ﷺ اسے کھالیتے، اگر نہ ہوتا تو صبر سے کام لیتے تھے یہاں تک کہ ایسے بھی دن آتے کہ بھوک کی وجہ سے شکم مبارک پر پتھر بھی باندھنا پڑتا تھا، اور تین تین چاند

^۱ (زاد المعاد ۱/۲۴۲، ۲/۲۶۳)

- دکھائی پڑتے (یعنی تین ماہ گزر جاتے) مگر آپ کے گھر میں چولہا نہ جلتا تھا۔
- ۳- خوردونوش میں آپ ﷺ کی عادت طیبہ یہ نہ تھی کہ ایک ہی قسم کی غذاؤں پر قائم رہتے ان کے علاوہ دوسری نہ استعمال کرتے۔
- ۴- آپ ﷺ نے حلوہ اور شہد کھایا، ان دونوں کو بہت پسند کرتے تھے، اور اونٹ کا گوشت کھایا، اور بھیڑ بکری، مرغی، حبّاری (سرخاب) کے گوشت، نیل گائے کے گوشت، خرگوش، سمندری کھانے (سی فوڈ)، بھنے گوشت، اور تازہ و خشک کھجور اور ثرید بھی کھایا جو روٹی کے ٹکروں اور گوشت سے ملا کر بنا ہوتا تھا۔ اور روٹی کو تیل اور ککڑی کو رطب کھجور کے ساتھ ملا کر کھایا، اور پکا ہوا کدو بھی کھایا اور اسے بہت پسند کرتے تھے، اور قدید (دھوپ میں سکھایا ہوا گوشت) بھی کھایا، اور مکھن کے ساتھ کھجور کو ملا کر کھایا۔
- ۵- آپ ﷺ گوشت پسند فرماتے تھے آپ ﷺ کو دست کا حصہ اور اگلے حصہ کا گوشت زیادہ مرغوب تھا۔

- ۶- آپ ﷺ علاقے کے تازہ پھل بھی استعمال فرماتے تھے اور ان سے پرہیز نہ کرتے -
- ۷- آپ ﷺ کا اکثر کھانا زمین پر دسترخوان میں رکھا جاتا تھا۔
- ۸- آپ ﷺ دائیں ہاتھ سے کھانے کا حکم دیتے اور بائیں سے منع فرماتے تھے اور کہتے: "کہ شیطان بائیں سے کھاتا اور پیتا ہے" (مسلم)
- ۹- آپ ﷺ تین انگلیوں سے کھاتے تھے، اور کھانے کے بعد انگلیوں کو چاٹ لیتے تھے۔

- ۱۰- آپ ﷺ ٹیک لگا کر نہ کھاتے تھے، اور ٹیک لگانے کی تین صورتیں ہیں: ۱- پہلو کے بل ٹیک لگانا، ۲- چارزانوں (ٹیک لگا کر) بیٹھنا، ۳- ایک ہاتھ پر ٹیک لگانا اور دوسرے ہاتھ سے کھانا، اور یہ تینوں صورتیں مذموم ہیں، آپ ﷺ اقعاء کی حالت میں بیٹھ کر کھاتے تھے۔ اقعاء کہتے ہیں کہ چٹھوں کے بل بیٹھ کر پنڈلیوں کو کھڑا رکھا جائے، اور آپ ﷺ نے فرمایا: "میں اسی طرح بیٹھتا ہوں جس طرح غلام بیٹھتا ہے اور اسی طرح کھاتا ہوں جس طرح بندہ کھاتا ہے"۔

۱۱۔ آپ ﷺ کھانا شروع کرنے سے پہلے ”بسم اللہ“ کہتے اور بسم اللہ کہ کر کھانے کا حکم دیتے تھے اور فرماتے: ”جب تم میں سے کوئی کھائے تو اللہ کا نام لے کر کھائے، اگر بھول جائے تو کہے: ”بسم اللہ فی اولہ و آخرہ“ (ترمذی) اللہ کے نام سے ابتدا و انتہا کرتا ہوں“ (ترمذی)

۱۲۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جس کھانے میں اللہ کا نام نہیں لیا جاتا شیطان اسمیں شریک ہو جاتا ہے“ (مسلم)

۱۳۔ آپ ﷺ کھانے کے دوران بات بھی کر لیتے اور مہمانوں کو بار بار مزید کھانے کو فرماتے جیسا کہ سخی مہمان نواز کیا کرتے کرتے ہیں۔

۱۴۔ جب آپ ﷺ کے سامنے سے کھانا (دستر خوان) اٹھا لیا جاتا تو کہتے: ”الحمد لله حمدا کثیرا طیباً مبارکاً فیہ غیر مکفی ولا مودع ولا مستغنی عنہ ربنا“ (بخاری) ساری تعریف اللہ کے لئے ہے، بہت زیادہ اور پاکیزہ تعریف جس میں برکت کی گئی ہے، جسے نہ کافی سمجھا گیا ہے (کہ مزید کی ضرورت نہ ہو) نہ چھوڑا گیا ہے اور نہ اس سے بے پروائی کی گئی ہے، اے

ہمارے رب " (بخاری)

۱۵- جب آپ کسی کے یہاں کھانا کھاتے تو انکے لئے دعائیں کیے بغیر نہ تشریف لے جاتے، اور فرماتے: "روزہ داروں نے تمہارے پاس افطار کیا، اور نیک لوگوں نے تمہارا کھانا کھایا، اور تم پر فرشتوں نے رحمت کی دعا کی" (داود)

۱۶- جو شخص مسکینوں کی مہمان نوازی یا ضیافت کرتا تو آپ ﷺ اس کے لئے دعا فرماتے اور ان کی تعریف کرتے تھے۔

۱۷- آپ ﷺ چھوٹے بڑے، غلام و آزاد، دیہاتی یا مہاجر کسی کے ساتھ بیٹھ کر کھانے سے اجتناب نہ کرتے تھے۔

۱۸- جب آپ ﷺ کے پاس روزے کی حالت میں کھانا پیش کیا جاتا تو فرماتے " میں روزہ سے ہوں" (متفق علیہ) اور ارشاد فرمایا کہ اگر روزہ دار کو کھانا پیش کیا جائے تو کھانا پیش کرنے والے کو دعائیں دیں، اور اگر روزے سے نہ ہو تو اسے تناول فرمائے۔

۱۹- جب آپ ﷺ کو کھانے پر مدعو کیا جاتا اور کوئی دوسرا بھی آپکے ہمراہ ہو جاتا تو آپ

میزبان کو مطلع کرتے اور فرماتے کہ: "یہ ہمارے ساتھ ہے، اگر تم چاہو تو اسے اجازت دو ورنہ واپس لوٹ جائے۔ (بخاری)

۲۰- کچھ لوگوں نے آپ ﷺ سے عدم آسودگی کی شکایت کی تو اپنے انکو بتایا کہ وہ ساتھ مل کر کھائیں اور الگ الگ نہ کھائیں اور بسم اللہ پڑھ لیا کریں اسمیں برکت ہوگی۔

۲۱- اور آپ ﷺ نے فرمایا: "آدمی نے پیٹ سے بدتر کوئی اور برتن نہیں بھرا، ابن آدم کے لئے اتنا ہی کھانا کافی ہے جس سے پیٹہ صحیح رہ سکے پس اگر وہ ضرور کھانا ہی چاہتا ہے تو ایک حصہ کھانا کے لئے، ایک حصہ پانی کے لئے اور ایک حصہ سانس لینے کیلئے رکھے" (ترمذی، ابن ماجہ)

۲۲- آپ ﷺ ایک مرتبہ رات کے وقت گھر میں داخل ہوئے کھانا طلب کیا کچھ نہیں پائے تو فرمایا: "اے اللہ جو مجھے کھلائے اسے کھلا، اور جو مجھے سیراب کرے اسے تو سیراب کر" (مسلم)

ب۔ پینے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ^۱

۱۔ پینے میں آپ ﷺ کا طریقہ بہت کامل تھا جس سے صحت کی حفاظت ہوتی تھی۔ آپ کے نزدیک سب سے بہتر مشروب ٹھنڈا پانی تھا، کبھی آپ خالص دودھ پیتے، اور کبھی پانی کے ساتھ ملا کر پیتے تھے۔ اور فرماتے: "اے میرے رب! تو اس میں برکت اور زیادتی عطا فرما، اس لئے کہ کھانا اور پانی سے دودھ کے علاوہ کوئی چیز بے نیاز یا کفایت نہیں کر سکتی" (ترمذی)

۲۔ آپ ﷺ کھاتے وقت پانی نہ پیتے تھے، آپ کے لئے شروع شب (رات) ہی میں نبیذ بنائی (بھگوئی) جاتی اور جب اگلے دن صبح ہوتی تو اس کو نوش فرماتے تھے، اور پھر دوسرے اور تیسرے دن تک پیتے تھے پھر اگر اسمیں سے کوئی چیز بچ جاتی تو اسے اپنے خادموں کو دیدیتے تھے یا پھینکنے کا حکم دیدیتے تھے۔

^۱ زاد المعاد (۲/۳۶۶)، (۴/۲۰۹)

(نبیذ کہتے ہیں وہ پانی جسے شیریں کرنے کے لیے اس میں کھجور کو ڈال دیا جائے۔ آپ نبیذ کو تین دن گزرنے کے بعد نشہ پیدا ہونے کے ڈر سے نہ پیتے تھے)۔

۳- آپ ﷺ کی عادت طیبہ بیٹھ کر پینے کی تھی، اور کھڑے ہو کر پینے سے منع فرماتے تھے، صرف ایک مرتبہ آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر پیا، اسکی توجیہ یہ کی گئی ہے کہ ایسا آپ نے عذر کیوجہ سے کیا تھا، اور دوسرا قول یہ ہے کہ ممانعت کی نسخ کے لئے ایسا کیا، تیسرا قول: بطور جواز کیلئے ایسا کیا تھا۔ (یعنی ضرورت کے وقت کھڑا ہو کر پینا جائز ہے مترجم)

۴- آپ ﷺ پانی پینے کے دوران تین مرتبہ سانس لیتے تھے، اور فرماتے تھے کہ: "اس سے سیرابی ہوتی اور پانی خوشگوار ہو جاتا (اچھی طرح ہضم کرتا) ہے اور شفا حاصل ہوتی ہے" (مسلم)

اور (پینے کے دوران سانس لینے کا) مطلب یہ ہے کہ منہ کو برتن سے دور رکھ کر باہر سانس لینا جیسا کہ آپ کا فرمان ہے: "جب تم میں سے کوئی

پانی پئے تو برتن میں سانس نہ لے، بلکہ برتن کو منہ سے دور رکھے" (ترمذی، ابن ماجہ) اور پیالہ کے سوراخ اور برتن یا مشکیزہ میں منہ لگا کر پینے سے بھی آپ ﷺ نے روکا ہے۔ تلمہ: شگاف و سوراخ کو کہتے ہیں۔

۵- آپ ﷺ "بسم اللہ" کہ کر پانی پیتے تھے اور جب فارغ ہوتے تو "الحمد لله" کہتے تھے، اور فرماتے: "بے شک اللہ تعالیٰ بندے سے جب وہ کھانا کھا کے اللہ کی تعریف بیان کرتا ہے تو بہت خوش ہوتا ہے، اور جب پانی پی کر اسکی حمد بیان کرتا ہے تو خوش ہوتا ہے" (مسلم)

۶- آپ ﷺ کے لیے پانی کوشیریں کیا جاتا تھا، اس سے مراد وہ پانی ہے جو پاک ہو اور کھارا نہ ہو، اور آپ اس میں سے باسی ٹھنڈا پانی پسند فرماتے تھے۔

۷- آپ ﷺ جب پی لیتے تو اپنے سے دائیں والوں کی طرف بڑھادیتے گرچہ بائیں والے حضرات معزز اور بڑے ہوتے۔

۸- آپ ﷺ برتن کو ڈھانکنے اور اسکے منہ

کو باندھنے کا حکم فرماتے گرچہ لکڑی کے تختہ کے ذریعہ ہی کیوں نہ ہو، اور یہ کہ ڈھانکتے وقت "بسم اللہ" پڑھ کر ڈھانکا جائے۔ اور "ایکاء" کے معنی ہوتے ہیں برتن کے منہ کو مضبوطی سے باندھ دینا۔

16 - دعوت (الی اللہ) میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ^۱

۱- آپ ﷺ صبح و شام خفیہ و اعلانیہ طور پر لوگوں کو اللہ کی طرف بلاتے تھے، آپ نے مکہ میں تین سال تک پوشیدہ طور پر دعوت دی لیکن جب اللہ کا یہ قول نازل ہوا: ﴿قَاصِدَعُ بِمَا تُؤْمَرُ وَأَعْرِضُ عَنِ الْمُشْرِكِينَ﴾ (سورۃ الحجر: ۹۴) "پس آپ کو جو حکم دیا جا رہا ہے اسے کھول کر بیان کر دیجئے اور مشرکین کی پرواہ نہ کیجئے"

تو اللہ کے اس حکم پر عمل کر کے کھلم کھلا دعوت دینا شروع کر دیا، اور اللہ کے راستے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ کیے بغیر ہر چھوٹے بڑے، آزاد و غلام، مرد و عورت، جن و انس کو اللہ کی طرف بلانے لگے۔

۲- جب مکہ میں آپ ﷺ کے اصحاب پر ظلم

^۱ زاد المعاد ۳/۱۱، ۴۴

وستم بڑھ گیا تو آپ نے انہیں حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دیدیا۔

۳- آپ ﷺ طائف تشریف لے گئے، تاکہ اہل طائف کو دعوت اسلام دیں اور وہ لوگ آپ کے ساتھ مددو تعاون کا معاملہ کریں، آپ نے انہیں اللہ کی طرف بلایا، لیکن ان میں سے کسی نے بھی دعوت اسلام پر لبیک نہ کہا، اور نہ کوئی آپ کا حامی و مددگار نکلا، بلکہ اسکے برعکس سخت تکلیفیں پہنچائیں، اور مکہ والوں سے بڑھ کر بدسلوکی کی یہاں تک کہ انہوں نے آپ کو مکہ کی طرف نکلنے پر مجبور کر دیا، چنانچہ آپ جبیر بن مطعم کے جوار و پناہ میں مکہ میں داخل ہوئے۔

۴- دس سال تک آپ ﷺ جہری طور پر دعوت الی اللہ کا فریضہ انجام دیتے رہے، ہر سال لوگوں سے حج میں ملتے، حاجیوں کے ڈیروں پر جاتے اور عکاظ، مجنہ اور ذی المجاز کے بازاروں میں حج کے موسم میں جا کر ہر قبیلے اور ان کے ٹھکانوں کے بارے میں پوچھتے اور ان کے پاس جا کر اسلام کی دعوت دیتے تھے۔

۵۔ پھر آپ ﷺ مقام عقبہ کے پاس قبیلہ خزرج کے چہ لوگوں سے ملے اور انہیں اسلام کی دعوت دی، چنانچہ وہ اسلام لے آئے اور مدینہ واپس جا کر لوگوں کو اسلام کی طرف بلانے لگے، اس طرح مدینہ میں اسلام پھیل گیا اور ایسا کوئی گھرنہ رہا جہاں اسلام نہ داخل ہوا ہو۔

۶۔ آئندہ سال ان ہی میں سے بارہ لوگ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے ان سے عقبہ کے پاس اس بات پر بیعت لی کہ وہ: "آپ ﷺ کی سمع و اطاعت کریں گے، اور ضرورت پڑنے پر اپنے مالوں کو خرچ کریں گے، بھلائی کا حکم دیں گے اور برائی سے روکیں گے، اللہ کی راہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا پرواہ نہ کریں گے، آپکی مدد کریں گے اور آپ سے اس چیز کا دفاع کریں گے جس سے وہ اپنی اور اپنے بال بچوں کی حفاظت کرتے ہیں اور یہ کہ (اس کے بدلے میں) ان کے لئے جنت ہوگی۔ پھر وہ مدینہ واپس ہو گئے، اور آپ ﷺ نے ان کے ساتھ مصعب بن عمیر اور عبد اللہ ابن مکتوم کو بھیجا جو انہیں قرآن کی تعلیم دیتے اور اللہ کی طرف بلاتے تھے،

چنانچہ ان کے ہاتھوں پر بہت سارے لوگ اسلام لے آئے، انہیں میں سے اسید بن حضیر اور سعد بن معاذ رضی اللہ عنہما تھے۔

۷- پھر آپ ﷺ نے مسلمانوں کو مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دیدیا، تولوگوں نے اسمیں سبقت کی پھر آپ اور آپکے رفیق غار ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی ان سے جاملے۔

۸- آپ ﷺ نے مدینہ پہنچ کر (سب سے پہلے) مہاجرین و انصار کے درمیان مومن مواخات کرائی جن کی تعداد ۹۰ تھی۔

أ - صلح و امان اور قاصدوں (یا سفیروں) کے ساتھ معاملہ کرنے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ^۱

۱- آپ ﷺ کا فرمان ہے: "مسلمانوں کا عہد و پیمانہ ایک ہے مسلمانوں کا ادنیٰ آدمی بھی کسی کو یہ عہد و امان دے سکتا ہے" (متفق علیہ) اور آپ ﷺ نے فرمایا: "جس شخص کا کسی قوم کے ساتھ کوئی معاہدہ ہو تو اس گرہ کو نہ کھولے اور نہ بند

^۱ (زاد المعاد ۳/۱۱۲)

کرے یہاں تک کہ اسکی مدت پوری کر لے یا برابری میں اس معاہدہ کو ختم کر دے" (ابوداؤد، ترمذی)

۲- آپ ﷺ کا ارشاد ہے: "جس نے کسی آدمی کو پناہ دیا پھر اس کو قتل کر دیا، تو میں ایسے قاتل سے براءت کا اظہار کرتا ہوں" (ابن ماجہ)

۳- جب مسیلمہ کذاب کے قاصد آئے اور کہنے لگے کہ ہم مسیلمہ کو اللہ کا رسول مانتے ہیں تو رسول ﷺ نے فرمایا: "اگر قاصد قتل کئے جاتے ہوتے تو میں تمہیں قتل کر دیتا" چنانچہ آپ کی سنت جاری ہو گئی کہ قاصد کو نہیں قتل کیا جائیگا. (ابوداؤد)

۴- آپ ﷺ قاصد کو جب وہ اسلام قبول کر لیتے تو اپنے پاس نہ روکتے تھے بلکہ انہیں واپس کر دیتے تھے.

۵- جب دشمنان اسلام آپ کے کسی ایک صحابہ سے بغیر آپ کی رضا کے ایسا معاہدہ کرتے جس میں مسلمانوں کو تکلیف کی بات نہ ہوتی تو اس کو جاری کر دیتے..

۶- آپ ﷺ نے قریش مکہ سے اس بات پر معاہدہ

کیا کہ دس سال تک انکے اور مسلمانوں کے بیچ جنگ بند رہے گی، اور کافروں میں سے جو اسلام قبول کر کے جائیگا مسلمان اسکو لوٹا دیں گے۔ اور جو مسلمان کافروں کے پاس جائے گا وہ اسے واپس نہ کریں گے۔ لیکن اللہ رب العزت نے اسے عورتوں کے حق میں منسوخ کر دیا، اور انکے امتحان و آزمائش لینے کا حکم دیا، تو جس عورت کے بارے میں پتہ چلتا کہ مومنہ ہے تو آپ ﷺ کفار کے پاس نہ لوٹاتے تھے۔

۷- اور آپ ﷺ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ جو عورتیں کفر سے پلٹ کر اسلام کی طرف ہجرت کر گئیں انکے مہروں کو کافروں کو واپس کر دیں۔

تو مسلمان ان کافروں کو ان عورتوں کے مہر کو واپس لوٹا دیتے۔

۸- مردوں میں سے جو ان کافروں کے پاس چلا جاتا آپ ﷺ ان کو روکے رکھنے پر منع نہ کرتے تھے اور نہ ہی واپس کرنے پر مجبور کرتے تھے، نہ ہی اسکا حکم دیتے تھے، جب ان مسلمانوں میں سے کوئی قتل کرتا یا کسی کے

مال کو چھین لیتا اور وہ آپ کے ہاتھ سے نکل چکا ہوتا اور ان کے پاس ابھی تک نہیں پہنچا ہوتا تو آپ اسکا انکار نہ کرتے، اور نہ ہی اسکے قتل کی انہیں ضمانت دیتے تھے۔

۹- خیبر فتح کرنے کے بعد آپ نے ان سے اس شرط پر صلح کیا کہ انکو وہاں سے در بدر کر دیا جائیگا، اور سوار یوں پر وہ اپنا سامان لاد کر لے جاسکتے ہیں، اور رسول ﷺ ان کے سونا، چاندی اور ہتھیار کولے لیں گے۔

۱۰- اور اس بات پر مصالحت کیا کہ زمین کی پیداوار کا نصف انکے لئے اور نصف مسلمانوں کے لئے ہوگی، اور یہ کہ جب تک مسلمان چاہیں گے وہ وہاں ٹھہر سکتے ہیں، آپ ﷺ ہر سال انکے پاس پھلوں کا تخمینہ لگانے والے کو بھیجتے تو وہ اندازہ کرتا کہ پکنے پر کتنا پھل توڑا جائے گا (یا نکلے گا)، اور انہیں مسلمانوں کے حصہ کا ضامن بناتے اور وہ اس میں تصرف کرتے تھے۔

ب۔ بادشاہوں کو اسلام کی دعوت دینے اور قاصدوں کو خط و کتابت کے ذریعہ ان کے پاس بھیجنے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ^۱

۱۔ جب آپ ﷺ حدیبیہ سے واپس ہوئے تو بادشاہوں کی طرف خط و کتابت اور قاصدوں کو بھیجنا شروع کیا، چنانچہ آپ نے ملک روم کو خط لکھ کر قاصد کے ہاتھ بھیجا، اور اس نے اسلام قبول کرنے کا بالکل ارادہ کر لیا لیکن نہ لایا۔

۲۔ ملک حبشہ نجاشی کی طرف بھی اسلام کا پیغام لکھ کر بھیجا تو اس نے اسلام قبول کر لیا۔

۳۔ اور معاذ بن جبل اور ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما کو اہل یمن کی طرف بھیجا تو وہاں کے تمام لوگوں نے بغیر لڑائی کئے اسلام قبول کر لیا۔

ج۔ منافقوں کے ساتھ معاملہ داری میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ^۲

^۱ (زاد المعاد ۱/۳) ۱۴۱

^۲ (زاد المعاد ۳/۳) ۱۴۳

- ۱- آپ ﷺ منافقین کے ظاہری اعمال کو قبول کرتے اور باطن کو اللہ کے سپرد کر دیتے تھے، اور حجت و دلیل کے ذریعہ ان سے جہاد کرتے تھے اور کبھی ان سے بے رخی برتتے، تو کبھی ان پر سختی سے پیش آتے تھے، اور انہیں بلیغ و پراثر باتوں سے سمجھاتے تھے۔
- ۲- آپ ﷺ نے تالیف قلب کے طور پر ان سے قتال نہیں کیا اور فرمایا کہ: "میں نہیں چاہتا کہ لوگ یہ کہتے پھریں کہ محمد اپنے ہی ساتھیوں کو قتل کرتا ہے۔" (متفق علیہ)

۱۷۔ ذکر و اذکار میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ^۱

۱۔ آپ ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ اللہ کو یاد کرنے والے تھے بلکہ آپ ﷺ کی ساری باتیں اللہ کے ذکر اور اس کی فکر میں ہوتی تھیں، آپ کی امر و نہی اور امت کے لئے کسی چیز کی تشریح سب کے سب اللہ کے ذکر میں شامل تھی، آپ کی خاموشی بھی قلبی طور پر ذکر الہی کو متضمن تھی، گویا کہ آپ ہر آن، ہر حالت میں ذکر میں مشغول رہتے تھے اور ذکر اللہ آپ کی سانس کے ساتھ جاری و ساری رہتا، اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے، سوار ہوتے، سفر و حضر ہر وقت اور ہر حال میں آپ اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے تھے۔ اور اس کے ذکر و فکر میں لگے رہتے تھے۔

^۱ (زاد المعاد ۲/۲۳۲)

أ- صبح و شام کے ذکر کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ

۱- جب آپ صبح کرتے تو کہتے: "أصبحنا على فطرة الإسلام، وكلمة الإخلاص، ودين نبينا محمد صلي الله عليه وسلم، وملة أبينا إبراهيم حنيفاً مسلماً وماكان من المشركين" (مسند احمد)

ہم نے فطرت اسلام اور کلمہ اخلاص اور اپنے نبی محمد ﷺ کے دین اور اپنے باب ابراہیم کی ملت پر صبح کی جو یکطرفہ خالص مسلمان تھے اور مشرکوں میں سے نہیں تھے۔ (مسند احمد)

اور فرماتے: "اللهم بك أصبحنا وبك أمسينا، وبك نحيا وبك نموت، وإليك النشور" (ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ)

اے اللہ تیرے نام کے ساتھ ہم نے صبح و شام کی، اور تیرے نام کے ساتھ ہم زندہ ہیں اور مریں گے، اور تیری طرف ہی ہمیں لوٹ کر جانا ہے۔ (ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ)

اور کہتے: "جب تم میں سے کوئی صبح کرے تو کہے: "أصبحنا وأصبح الملك لله رب العالمين، اللهم إني أسئلك خير هذا اليوم فتحه ونصره ونوره"

و برکتہ و ہدایتہ، وأعوذ بك من شرِّ ما فیہ
 و شر ما بعدہ، ثم إذا أمسى، فليقل مثل ذلك" (ابوداؤد)
 ہم نے صبح کی اور کائنات نے صبح کی اللہ رب
 العالمین کے لئے، اے اللہ! میں تجھ سے اس دن کی
 خیر، اسکی فتح و نصرت، اسکے نور و برکت
 اور اسکی ہدایت کا سوال کرتا ہوں، اور اس دن
 کے شر اور اسکے بعد والے دنوں کے شر سے
 تیری پناہ مانگتا ہوں۔

پھر شام ہو تو یہی دعا پڑھے، (ابوداؤد)
 ۲۔ سید الاستغفار کے بارے میں کہا کہ بندہ یوں
 کہے: "اللهم أنت ربي، لا اله الا أنت خلقتني وأنا
 عبدك، وأنا على عهدك ووعدك ما استطعت، أعوذ بك
 من شر ما صنعت، أبوء لك بنعمتك عليّ، وأبوء
 بذنبي، فاغفر لي، إنه لا يغفر الذنوب إلا أنت"
 اے اللہ تو ہی میرا رب ہے تیرے علاوہ کوئی سچی
 عبادت کے لائق نہیں تونے مجھے پیدا
 کیا، اور میں تیرا بندہ ہوں اور میں تیرے عہد
 اور وعدے پر (قائم) ہوں جس قدر طاقت رکھتا ہوں
 میں نے جو کچھ کیا اسکے شر سے تیری پناہ
 چاہتا ہوں، اپنے آپ پر تیری نعمت کا اقرار کرتا

ہوں، اور اپنے گناہ کا اعتراف کرتا ہوں پس مجھے بخش دے کیونکہ تیرے سوا کوئی گناہوں کو نہیں بخش سکتا۔

جس نے اسکو ایمان و یقین کے ساتھ صبح کہا پھر اسی دن اسکا انتقال ہو گیا، توجنت میں داخل ہوگا، اور جس نے ایمان و یقین کے ساتھ شام کو کہا اور اسی رات انتقال کر گیا تو جنت میں داخل ہوگا، (بخاری)

۳۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے دن میں صبح کے وقت یہ دعا سو مرتبہ پڑھی:

"لا اله الا الله وحده لا شريك له، له الملك وله الحمد وهو على كل شيء قدير" اللہ کے علاوہ کوئی برحق معبود نہیں وہ تنہا ہے اسکا کوئی شریک نہیں، اسی کے لئے بادشاہت ہے اور اسی کے لیے ہر طرح کی حمد ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے"

تو اس کو اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے دس گردن آزاد کرنے کے برابر ثواب ملے گا، اور اس کے سو ثواب لکھے جائیں گے، اور سو گناہ مٹائے جائیں گے، اور اس دن شام تک وہ شیطان سے محفوظ رہے گا، اور اس سے

بڑھ کر بہتر کوئی عمل لائے والا نہ ہوگا مگر وہ شخص جو اس عمل کو اس سے زیادہ کرے۔
(متفق علیہ)

۴- آپ ﷺ صبح و شام کو یہ دعا بھی پڑھتے تھے: "اللهم إني أسئلك العافية في الدنيا والآخرة, اللهم إني أسئلك العفو والعافية في ديني ودنياي وأهلي ومالي, اللهم استر عوراتي, وأمن روعاتي, اللهم احفظني من بين يدي ومن خلفي, وعن يميني وعن شمالي, ومن فوقي, وأعوذ بعظمتك أن أغتال من تحتي" (ابوداؤد, ابن ماجه)

اے اللہ! میں تجھ سے دنیا اور آخرت میں عافیت کا سوال کرتا ہوں, اے اللہ! میں اپنے دین اپنی دنیا اپنے اہل اور مال میں تجھ سے معافی اور عافیت کا سوال کرتا ہوں, اے اللہ! میرے عیوب پر پردہ ڈال دے, اور مجھے گھبراہٹوں سے امن میں رکھ, اے اللہ! میرے سامنے سے, میرے پیچھے سے, میرے دائیں سے اور میرے بائیں سے اور میرے اوپر سے میری حفاظت کر, اور اس بات سے میں تیری عظمت کی پناہ چاہتا ہوں کہ اچانک اپنے نیچے سے ہلاک کیا جاؤں۔ (ابوداؤد, ابن ماجه)

۵۔ آپ ﷺ فرماتے تھے کہ جو بھی بندہ صبح و شام ہر روز یہ دعا تین بار پڑھے: "بسم الله الذي لا يضر مع اسمه شيء في الأرض ولا في السماء وهو السميع العليم" (دیت جہ) اللہ کے نام کے ساتھ جس کے نام کے ساتھ زمین و آسمان کی کوئی چیز نقصان نہیں پہنچاتی اور وہ سننے والا اور جاننے والا ہے"

تو اسے کوئی چیز نقصان نہیں پہنچائے گی، (داود ترمذی، ابن ماجہ)

۶۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے کہا کہ مجھے کچھ ایسی چیز بتائیں جو صبح و شام پڑھتا رہوں تو آپ نے کہا کہو: "اللهم فاطر السموات والأرض، عالم الغيب والشهادة، رب كل شيء ومليكه، مالكه، أشهد أن لا إله إلا أنت، أعوذ بك من شر نفسي، ومن شر الشيطان وشركه، وأن أقترف على نفسي سوءاً أو أجره إلي مسلم" . قال: قلها إذا أصبحت وإذا أمسيت وإذا أخذت مضجعتك"

(داود ترمذی)

اے آسمانوں و زمین کے خالق، غیب و حاضر کو جاننے والے، ہر چیز کے پرور دگار اور مالک!

میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی سچا معبود نہیں، اور میں اپنے نفس کے شر اور شیطان کے شر اور اسکے شرک سے تیری پناہ چاہتا ہوں، اور اس بات سے بھی کہ میں اپنے نفس پر برائی کا ارتکاب کروں یا مسلم سے برائی کروں۔

آپ ﷺ نے کہا: "اسکو تم صبح اور شام کے وقت اور رات کو بستر پر جانے کے وقت پڑھو" (داؤد، ترمذی)

ب۔ گھر میں داخل ہونے اور اس سے نکلنے کے ذکر کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ^۱:

۱۔ آپ ﷺ جب گھر سے باہر نکلتے تو کہتے: "بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ اَنْ اُضِلَّ، اَوْ اُضَلَّ، اَوْ اُزَلَّ، اَوْ اُزَلَ، اَوْ اُظْلَمَ، اَوْ اُظْلَمَ، اَوْ اُجْهَلَ، اَوْ یُجْهَلَ عَلَیَّ" (ترمذی، نسائی و ابن ماجہ)

اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ

^۱ (زاد المعاد ۲/۲۳۵)

گمراہ ہوجاؤں یا مجھے گمراہ کر دیا جائے،
یا پھسل جاؤں یا مجھے پھسلا یا جائے، یا کسی
پر ظلم کروں یا مجھ پر ظلم کیا جائے، یا میں کسی
پر جہالت کروں یا کوئی مجھ پر جہالت کرے۔
(ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

۲- آپ ﷺ نے فرمایا جس نے گھر سے نکلتے
وقت یہ دعا پڑھی: "بسم اللہ توکلت علی اللہ، ولا
حول ولا قوۃ الا باللہ" اللہ کے نام کے ساتھ، میں
نے اللہ پر توکل کیا، اللہ کی مدد کے بغیر نہ کسی
چیز سے بچنے کی طاقت ہے نہ کچھ کرنے کی
تو اس سے کہا جاتا ہے: "توبدایت پاگیا اور اللہ
تیرے لئے کافی ہوگیا، اور نجات پاگیا"،
اور شیطان اس سے دور ہوجاتا ہے: "(داود، ترمذی)
۳- آپ ﷺ جب فجر کے لئے نکلتے تو کہتے
:"اللہم اجعل فی قلبی نورا، واجعل فی سمعی
نورا، واجعل فی بصری نورا، واجعل من خلفی
نورا، ومن أمامی نورا، واجعل من فوقی نورا،
واجعل من تحتی نورا، اللہم اعظم لی نورا" (متفق
علیہ)
اے اللہ میرے دل میں نور بنادے، اور میرے

کانوں میں نور بنادے، اور میری آنکھوں میں نور بنادے، اور میرے آگے اور پیچھے، میرے اوپر اور نیچے نور بنادے، اے اللہ میرے لئے نور کو زیادہ کر دے۔ (مفق علیہ)

۴- آپ ﷺ نے فرمایا: کہ جب آدمی اپنے گھر میں داخل ہو تو یہ دعا پڑھے: "اللهم اني أسئلك خير المولج وخير المخرج، بسم الله ولجنا وعلى الله ربنا توكلنا" (داود) اے اللہ! میں تجہ سے بہتر دخول اور خروج کا سوال کرتا ہوں، اللہ کے نام کے ساتھ ہم داخل ہوئے اللہ کے نام کے ساتھ نکلے، اور اپنے رب ہی پر ہم نے بھروسہ کیا۔ پھر اپنے اہل کو سلام کہے۔ (ابوداؤد)

ج- مسجد میں داخل ہونے اور نکلنے کے ذکر کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ^۱

۱- جب آپ ﷺ مسجد میں داخل ہوتے تو فرماتے: "أعوذ بالله العظيم، وبوجهه الكريم، وسلطانه القديم من الشيطان الرجيم"
میں عظمت والے رب کی، اور اس کے کریم

^۱ (زاد المعاد ۲ / ۲۳۶)

چہرے کی اور قدیم سلطنت کی پناہ چاہتا ہوں،
مردود شیطان سے " آپ نے فرمایا جب بندہ اسے
پڑھتا ہے تو شیطان کہتا ہے: "آج وہ پورا دن مجھ
سے محفوظ ہو گیا" (داود)

۲- آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب تم میں سے
کوئی مسجد میں داخل ہونا چاہے تو نبی پاک
ﷺ پر درود و سلام پڑھنے کے بعد کہے: "اللهم
افتح لي أبواب رحمتك" اے اللہ تو مجھ پر اپنی
رحمت کے دروازوں کو کھول دے "
اور جب نکلے تو کہے: "اللهم إني أسئلك من
فضلك" اے اللہ میں تجھ سے تیرے فضل کا سوال
کرتا ہوں" (داود، ابن ماجہ)

د۔ نیا چاند دیکھتے وقت دعا کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ^۱:

آپ ﷺ جب نیا چاند دیکھتے تو فرماتے: "اللهم أهله علينا بالأمن والإيمان، والسلامة والإسلام، ربي وربك الله" (ت) اے اللہ اسکو امن وایمان سلامتی و اسلام کے ساتھ ہم پر طلوع کر، (اے چاند) میرا اور تیرا رب اللہ ہے" (ترمذی)

ھ۔ جمائی اور چھینک کے وقت ذکر کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ^۲:

۱۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہے: "بے شک اللہ تعالیٰ چھینک کو پسند فرماتا ہے، اور جمائی کو ناپسند کرتا ہے، لہذا جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے اور الحمد للہ کہے تو ہر سننے والے مسلمان پر واجب ہے کہ اسکے جواب میں "یرحمك الله" اللہ تم پر رحم فرمائے کہے۔

اور جمائی تو یہ شیطان کی طرف سے ہوتی ہے، لہذا جب تم میں سے کسی کو جمائی آئے تو

^۱ زاد المعاد (۳۶۱/۲)

^۲ زاد المعاد (۳۹۷، ۳۷۱/۲)

اسکو بقدر استطاعت روکنے کی کوشش کرے، اسلئے کہ جب تم میں سے کوئی جمائی لیتا ہے تو شیطان اس پر ہنستا ہے " (بخاری) .

۲- آپ ﷺ چھینک کے وقت اپنے ہاتھ یا کپڑے کو منہ پر رکھ لیتے، اور آواز پست کر لیتے تھے۔ (داود، ترمذی)

۳- جب آپ ﷺ کو چھینک آتی تو کہا جاتا "یرحمک اللہ" تو آپ اسکے جواب میں فرماتے: "یرحمنا اللہ وایاکم، ویغفر لنا ولکم" اللہ ہم پر اور تم پر رحم فرمائے اور ہماری اور تمہاری مغفرت فرمائے"

۴- آپ ﷺ فرماتے کہ: "جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے تو اللہ کی حمد بیان کرے اور اسکے جواب میں اسکا بھائی یا ساتھی "یرحمک اللہ کہے، پھر چھینکنے والا یرحمک اللہ" کے جواب میں "یہدیکم اللہ ویصلح بالکم" (اللہ تمہیں ہدایت نصیب کرے اور تمہاری حالت کو درست کرے) کہے" (بخاری)

۵- آپ ﷺ نے فرمایا کہ: "جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے اور الحمد للہ کہے تو اسکا جواب

دو، اگر وہ اللہ کی تعریف نہ کرے تو اسکے چھینک کا جواب مت دو" (مسلم) آپ ﷺ تین سے زیادہ بار چھینکنے پر جواب نہ دیتے بلکہ فرماتے کہ: "یہ زکام کیوجہ سے ہے" (مسلم)

۶- آپ ﷺ سے ثابت ہے کہ: "یہود آپکے پاس آکر اس امید سے چھینکتے تھے کہ آپ ان کے لیے رحمت کی دعا فرمائیں، مگر آپ ﷺ فرماتے "یہد یکم اللہ ویصلح بالکم" اللہ تمہیں ہدایت دے اور تمہاری حالت کو درست فرمائے" (ترمذی)

و - بیماری میں مبتلا شخص کو دیکھ کر دعا پڑھنے کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ^۱

آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب تم میں سے کوئی کسی بیماری میں مبتلا شخص کو دیکھے تو کہے: "الحمد لله الذي عافاني مما ابتلاك به وفضلني على كثير ممن خلق تفضيلاً" ہر قسم کی تعریف اس رب کے لئے جس نے مجھے تمہارے اس مرض سے عافیت بخشی اور بہتوں پر مجھے

^۱ (زاد المعاد ۲/۱۷۴)

فضیلت بخشی۔ تو اسکو وہ مرض کبھی نہ لاحق ہوگا" (ابوداؤد، ترمذی)

ز۔ مرغ کی بانگ دینے اور گدھے کے بینکنے کے وقت دعا پڑھنے کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ

آپ ﷺ نے امت کو یہ حکم دیا کہ جب وہ گدھے کے رینکنے کی آواز سنیں تو شیطان مردود سے اللہ کی پناہ طلب کریں، اور جب مرغ کی بانگ سنیں تو اللہ رب العزت سے اسکا فضل طلب کریں" (متفق علیہ)

ح۔ غصہ کے وقت دعا پڑھنے کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ :

آپ ﷺ غصہ کے وقت لوگوں کو وضوء کرنے کا حکم دیتے، اور اگر کھڑا ہوا ہے تو بیٹھ جائے، اور اگر بیٹھا ہوا ہے تو لیٹ جائے، اور مردود شیطان سے رب کی پناہ طلب کرے۔

¹ (زاد المعاد ۲/۴۲۶)

² (زاد المعاد ۲/۴۲۳)

۱۸۔ اذان اور اسکے ذکر کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ^۱

۱۔ آپ ﷺ سے اذان ترجیح اور بغیر ترجیح ہر طرح سے ثابت ہے، اور اقامت ایک ایک مرتبہ اور دو دو مرتبہ دونوں مشروع کیا ہے، لیکن "قد قامت الصلاة" کا کلمہ آپ سے دوہی مرتبہ کہنا ثابت ہے۔ ایک دفعہ کہنا قطعاً ثابت نہیں۔

۲۔ آپ ﷺ نے امت کو مؤذن کے کلمات کو اسی طرح دہرانے کو مشروع قرار دیا ہے جس طرح مؤذن کہتا ہے سوائے "حی علی الصلاة" اور "حی علی الفلاح" کے کہ اس وقت "لا حول ولا قوة إلا باللہ" کہنا چاہئے۔ کیونکہ آپ سے ایسا ہی کہنا صحیح طور سے ثابت ہے۔

۳۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اذان سنے اور یہ دعا کہے: "أشهد أن لا اله إلا الله، وأن محمداً رسول الله، رضيتُ بالله رباً وبالإسلام ديناً"

^۱ زاد المعاد ۲/۳۵۵

و بمحمد رسولاً" یعنی میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی برحق معبود نہیں، اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، میں اللہ کو رب مان کر، اسلام کو دین مان کر اور محمد کو رسول مان کر راضی ہوں" تو اسکے گناہ بخش دیے جائیں گے" (مسلم)

۴- آپ ﷺ نے سامع کے لئے یہ مشروع قرار دیا کہ موذن کے جواب دینے کے بعد آپ پر درود سلام بھیجے اور پھر اس دعا کو پڑھے: "اللهم رب هذه الدعوة التامة والصلاة القائمة آت محمداً الوسيلة والفضيلة، وابعثه مقاماً محموداً الذي وعدته،" (بخاری) "اے اللہ! اس کامل دعوت اور قائم ہونے والی نماز کے رب، تو محمد ﷺ کو وسیلہ اور فضیلت عطا فرما، اور جس مقام محمود کا تونے ان سے وعدہ کیا ہے، انہیں وہاں پہنچادے" توفیامت کے دن اسکے لئے میری شفاعت واجب ہو جائے گی

۵- آپ ﷺ نے فرمایا کہ اذان و اقامت کے مابین دعا لوٹائی نہیں جاتی۔

۱۹۔ ذی الحجہ میں ذکر کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ^۱

آپ ﷺ عشرہ ذی الحجہ میں کثرت سے اللہ کا ذکر فرماتے تھے اور لوگوں کو بھی کثرت سے تکبیر و تحمید اور تہلیل کا حکم دیتے تھے۔

¹ (زاد المعاد ۲/۳۶)

۲۰۔ قرآن کی تلاوت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ^۱

- ۱۔ آپ ﷺ ایک حزب پڑھتے تھے اور اسکو چھوڑتے نہ تھے۔
- ۲۔ آپ قرآن پاک ترتیل سے (ایک ایک حرف واضح کر کے) پڑھا کرتے تھے نہ بہت جلدی کرتے نہ بہت رُک رُک کر پڑھتے بلکہ متوسط طریقہ کو اپناتے تھے۔
- ۳۔ آپ ﷺ قرآن کی آیتوں کو الگ الگ کر کے پڑھتے، ایک ایک آیت پر وقفہ کرتے، اور سورتوں کو ترتیل کر کے پڑھتے یہاں تک کہ وہ کافی لمبی بن جاتی۔
- ۴۔ آپ ﷺ مد والے حروف جیسے الرحمن الرحیم کو کھینچ کھینچ کر پڑھتے تھے۔
- ۵۔ آپ ﷺ تلاوت شروع کرنے سے پہلے شیطان مردود سے اللہ کی پناہ طلب کرتے یعنی "أعوذ بالله من الشيطان الرجيم" پڑھتے تھے۔

^۱ (زاد المعاد ۱/۶۳)

اور بسا اوقات اس طرح پڑھتے: "اللهم إني أعوذ بك من الشيطان الرجيم من همزه ونفخه ونفثه" میں شیطان مردود کے وسوسہ، اسکے پھونک، اور جادوسے اللہ کی پناہ طلب کرتا ہوں" (ابوداؤد، ابن ماجہ)۔

۶- آپ ﷺ کھڑے بیٹھے، لیٹے باوضو اور بغیر وضو پر حالت میں قرآن پڑھتے تھے لیکن حالت جنابت میں قرآن نہیں پڑھتے تھے۔

۷- آپ ﷺ بہترین انداز میں قرآن پاک کی تلاوت کرتے تھے، (یعنی ترم کے ساتھ پڑھتے تھے) اور فرماتے: "جو قرآن کو غناء کے ساتھ نہ پڑھے وہ ہمارے طریقہ پر نہیں ہے" (بخاری) اور آپ ﷺ نے فرمایا: "قرآن پاک کو اپنی آوازوں سے زینت بخشو (یعنی خوش الحانی سے پڑھو)" (ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ)

۸- آپ ﷺ دوسروں کی زبان سے بھی قرآن سننا پسند کرتے تھے،

۹- جب آپ ﷺ سجدہ کی آیتوں سے گزرتے تو اللہ اکبر کہہ کر سجدہ فرماتے تھے۔ آپ ﷺ کبھی سجدہ میں یہ دعا پڑھتے تھے: "سجد وجہي للذي

خالقہ و صورہ, و شقّ سمعہ و بصرہ بحولہ
وقوتہ" (دیت, ن).

میرے چہرہ نے اس ذات کے لیے سجدہ کیا جس
نے اسے پیدا کیا اور صورت گری فرمائی,
اور اپنے طاقت و قوت سے کان اور آنکھ
کونکالا. (ابوداؤد, ترمذی, نسائی)

اور کبھی یہ دعا پڑھتے: "اللهم احطط عني بها
وزرا, واكتب لي بها اجرا, واجعلها لي عندك
ذخرا, وتقبلها مني كما تقبلتها من عبدك داود" (ت,
جہ)

اے اللہ تو اس سجدہ کے بدلے میرے گناہ کو
مٹادے, اور میرے لئے اپنے ہاں اجر لکھ لے
, اور اسے میرے لئے اپنے پاس ذخیرہ بنا دے,
اور اسے مجھ سے اسی طرح قبول فرما جس طرح
تو نے اپنے بندے داؤد علیہ السلام سے قبول
فرمایا. (ترمذی, ابن ماجہ)

آپ ﷺ سجدہ تلاوت سے اٹھنے کے بعد اللہ اکبر
نہیں کہتے تھے, نہ ہی کبھی تشہد اور سلام
پھیرتے تھے.

۲۱۔ خطبہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ^۱

خطبہ دیتے وقت آپ ﷺ کی آنکھیں سرخ ہوجاتیں ، آواز بلند ہوجاتی ، اور غصہ سخت ہوجاتا جیسے کوئی حملہ سے ڈرا رہا ہو اور کہہ رہا ہو: "لوگو! دشمن صبح و شام میں تم پر حملہ کرنے والا ہے" (مسلم) اور فرماتے کہ: "میری بعثت ایسے وقت میں ہوئی ہے جبکہ میں اور قیامت دونوں اس طرح ہیں" (متفق علیہ) اور آپ شہادت اور بیچ کی انگلیوں کو ملاتے۔

آپ ﷺ فرماتے: "امابعد ۰۰۰۰ سب سے بہتر بات اللہ کی کتاب ہے اور سب سے بہتر طریقہ نبی ﷺ کا طریقہ ہے اور سب سے بری بات (دین میں) بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے" (مسلم)

آپ ﷺ جب بھی کوئی خطبہ شروع کرتے تو سب سے پہلے اللہ کی حمد و ثنا بیان کرتے۔

آپ ﷺ اپنے صحابہ کو خطبہ حاجت کی اس طرح

^۱ (زاد المعاد ۱/۱۷۹)

تعلیم دیتے: "إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شَرِّهِ وَأَنْفُسِنَا، وَسَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَهْدِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يَضِلَّ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ"

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں، ہم اسی کی حمد کرتے ہیں، اسی سے مدد چاہتے ہیں اور اسی سے اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کرتے ہیں، اور ہم اللہ کی پناہ چاہتے ہیں، نفس کی برائیوں اور برے اعمال سے - جسے اللہ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا، اور جسے وہ گمراہ کر دے اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔

پھر درج ذیل تین آیتیں پڑھتے :
﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ﴾ (سورة آل عمران: ۱۰۲)
"اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو، جیسا اس سے ڈرنا چاہئے، اور تمہاری موت اُسے تو اسلام

پر آئے۔"

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا﴾ (سورة النساء: ۱)

"اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا، اور اسی سے اسکی بیوی کو پیدا کیا، اور ان دونوں سے بہت سے مردوں اور عورتوں کو (دنیا میں) پھیلا دیا، اور اس اللہ سے ڈرو، جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے مانگتے ہو، اور قطع رحم سے بچو، بے شک اللہ تمہاری نگرانی کر رہا ہے۔"

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا﴾ (سورة الأحزاب: ۷۰-۷۱) (ابو اود، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

"اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور درست بات کہاکرو، وہ تمہارے کاموں کی اصلاح کر دے گا اور تمہارے گناہوں کو معاف کر دے گا، اور جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا، وہ یقیناً

بڑی کامیابی سے سرفراز ہوگا" .
 ۳- آپ ﷺ صحابہ کرام کو ہر کام میں استخارہ کرنے کی تعلیم دیتے تھے جیسے کہ قرآن کی سورتوں کی تعلیم دیتے تھے اور فرماتے: "جب تم میں سے کوئی شخص کسی کام کا ارادہ کرے تو فرض کے علاوہ دو رکعتیں ادا کرے پھر یہ کہے: "اللهم اني استخيرك بعلمك وأستقدرك بقدرتك, وأسئلك من فضلك العظيم, فإنك تقدر ولا أقدر, وتعلم ولا أعلم, وأنت علام الغيوب, اللهم إن كنت تعلم أن هذا الأمر - ويسمي حاجته - خير لي في ديني ومعاشي وعاقبة أمري - أوقال : عاجله وأجله - فاقدره لي ويسره لي, ثم بارك لي فيه, وإن كنت تعلم أن هذا الأمر شرٌّ لي في ديني ومعاشي وعاقبة أمري - أوقال عاجلة وأجله - فاصرفه عني واصرفني عنه واقدر لي الخير حيث كان ثم رضني به" (بخاري).

اے اللہ میں تجھ سے تیرے علم کے ساتھ خیر کا سوال کرتا ہوں اور تیری قدرت کے ساتھ طاقت کا سوال کرتا ہوں اور تجھ سے تیرے بڑے فضل کا سوال کرتا ہوں کیونکہ تو قدرت رکھتا ہے

اور میں قدرت نہیں رکھتا اور تو جانتا ہے اور میں نہیں جانتا اور تو غیبوں کو جاننے والا ہے .
 اے اللہ اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام (اپنے کام کا نام لے) میرے لئے میرے دین میری معاش اور میرے کام کے انجام میں (یا کہا کہ میرے جلدی اور دیر والے کام میں) بہتر ہے تو اسے میری قسمت میں کر دے، اور اسے میرے لئے آسان کر دے، پھر میرے لئے اس میں برکت فرما اور اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے لئے میرے دین میری معاش اور میرے کام کے انجام (یا کہا کہ میرے جلدی اور دیر والے کام) میں برابر ہے تو اسے مجھ سے ہٹا دے، اور مجھے اس سے ہٹا دے، اور میری قسمت میں بھلائی کر جہاں بھی ہو، پھر مجھے اس سے راضی کر دے۔ (بخاری)

۲۲- نیند و بیداری اور خواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ^۱

۱- آپ ﷺ کبھی بستر پر، کبھی چمڑے کے بچھونے پر، کبھی چٹائی پر، کبھی زمین پر، تو کبھی چارپائی پر سوتے تھے۔ آپ ﷺ کا بچھونہ اور تکیہ دباغت دیے ہوئے چمڑے کا تھا جس کے اندر کھجور کی چھال بھری ہوئی تھیں۔

۲- آپ ﷺ ضرورت سے زیادہ نہ سوتے اور نہ ہی اس سے کم سوتے تھے۔

۳- آپ ﷺ شروع رات میں سو جاتے تھے اور آخر رات میں اٹھ جاتے تھے، بسا اوقات مسلمانوں کی مصلحت کے خاطر ابتدائی رات میں بیدار رہتے تھے۔

۴- (بحالت سفر) جب آپ ﷺ آخری رات میں سوتے تو دائیں پہلو پر سوتے تھے، اور جب فجر سے پہلے سوتے تو (دائیں)

^۱ (زاد المعاد ۱/۱۴۹)

بازو کو کھڑا کر کے ہتھیلی پر سر رکھ کر سوتے تھے۔

۵- جب آپ ﷺ سوجاتے تو آپ کو کوئی بیدار نہ کرتا تھا یہاں تک کہ آپ خود بیدار ہوجاتے، آپ کی دونوں آنکھیں سوتی تھیں لیکن دل بیدار رہتا تھا۔

۶- آپ ﷺ جب بستر پر سونے کے لئے جاتے تو یہ دعا پڑھتے: "باسمك اللهم أموت وأحيا" اللہ کے نام سے مرتا (سوتا) ہوں اور اسی کے نام سے زندہ (بیدار) ہوتا ہوں" (بخاری)

آپ ﷺ قل هو الله أحد، قل أعوذ برب الفلق، اور قل أعوذ برب الناس پڑھتے اور دونوں ہتھیلیوں کو باندھ کر ان میں پھونکتے، پھر دونوں ہتھیلیوں کو سروچہرہ اور جسم کے اگلے حصے سے پھیرنا شروع کرتے اور جہاں تک ممکن ہوتا جسم پر پھیرتے، اور ایسا آپ تین بار کرتے" (بخاری)

۷- آپ ﷺ دائیں پہلو پر سوتے تھے، اور اپنے ہاتھ کو دائیں رخسار کے نیچے رکھ کر یہ دعا پڑھتے: "اللهم قني عذابك يوم تبعث عبادك" اے اللہ مجھے اپنے عذاب سے بچا ناجس دن تو

اپنے بندوں کو اٹھائے گا۔ (داود، ترمذی)
 آپ ﷺ نے اپنے بعض صحابہ سے فرمایا کہ جب تم اپنے بستر پر جاؤ تو نماز کی طرح وضو کرو پھر اپنے دائیں پہلو پر لیٹ کر یہ دعا پڑھو: "اللهم، اني أسلمت نفسي إليك، ووجهت وجهي إليك، وفوضت أمري إليك، وألجأت ظهري إليك، رغبة ورهبة إليك، لاملجأ ولا منجى منك إلا إليك، آمنت بكتابك الذي أنزلت، وبنبيك الذي أرسلت"

اے اللہ میں نے اپنے نفس کو تیرے تابع کر دیا، اور اپنا چہرہ تیری طرف پھیر لیا، اور اپنا کام تیرے سپرد کر دیا، اور اپنی پشت تیری جانب کر دی، تیری طرف رغبت کرتے ہوئے اور تجھ سے ڈرتے ہوئے نہ تجھ سے پناہ کی جگہ ہے اور نہ کوئی بھاگ کر جانے کی مگر تیری طرف، میں ایمان لایا تیری کتاب پر جو تونے اتاری اور تیرے نبی پر جنہیں تونے بھیجا ہے۔

(یہ دعا پڑھ کر سونے کے بعد) پھر اگر تمہاری موت آئی تو فطرت (اسلام) پر آئے گی۔ (بخاری)
 ۸۔ آپ ﷺ جب رات کو اٹھتے تو کہتے: "اللهم

رب جبریل , ومیکائیل , وإسرافیل فاطر السموات والأرض , عالم الغیب والشهادة , أنت تحكم بین عبادك فیما كانوا فیہ یختلفون , إهدنی لما اختلف فیہ من الحق بإذنك , إنك تهدي من تشاء إلی صراط مستقیم" (مسلم)

اے اللہ! جبریل ومیکائیل واسرافیل کے رب , اے زمین وآسمان کی خلقت کرنے والے , حاضر وغائب کا علم رکھنے والے , توہی مختلف فیہ چیزوں میں اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ کرتا ہے تو مجھے اپنی اجازت سے ان اختلاف کردہ چیزوں میں حق کی طرف ہدایت دے , بے شک تو جسے چاہتا ہے سیدھے راستے کی طرف ہدایت دیتا ہے" (مسلم)

۹- جب آپ نیند سے بیدار ہوتے تو کہتے: "الحمد لله الذي أحيانا بعد ما أماتنا وإليه النشور"

سب تعریفیں اس اللہ کے لئے ہے جس نے ہمیں مارنے کے بعد زندہ کیا اور ہمیں اسی کی طرف پلٹ کر جانا ہے"

پھر مسواک کرتے , اور بسا اوقات سورہ آل عمران کی آخری دس آیتوں کی تلاوت فرماتے . (متفق)

(علیہ)

۱۰۔ جب آپ ﷺ مرغ کا بانگ سنتے تو بیدار ہوتے اور اللہ کی حمد و ثنا، تکبیر و تہلیل اور دعا کرتے تھے۔

۱۱۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: "اچھے خواب اللہ کی طرف سے ہوتے ہیں اور برے خواب شیطان کی طرف سے ہوتے ہیں، اس لئے جو شخص کوئی ناپسندیدہ خواب دیکھے تو بائیں جانب معمولی تھوک کے ساتھ پھونک مار دے اور "أعوذ باللہ من الشیطن الرجیم" پڑھے تو اسے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا اور کسی کو اسکی خبر نہ دے، اور اگر اچھا خواب دیکھے تو اسے خوشخبری سمجھے اور صرف اسی کو خبر دے جس سے محبت ہو۔ (متفق علیہ)

نیز آپ ﷺ نے برا خواب دیکھنے والے کو پہلو بدلنے اور نماز پڑھنے کا بھی حکم دیا ہے۔

۲۳۔ زینت، شکل و صورت، لباس اور فطری امور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ^۱

- ۱۔ آپ ﷺ کثرت سے خوشبو استعمال کرتے اور اس کو پسند فرماتے تھے، اور کبھی خوشبو کو لوٹاتے نہ تھے، آپ کے نزدیک سب سے پسندیدہ خوشبو مشک (کستوری) کی تھی۔
- ۲۔ آپ ﷺ مسواک کو بہت پسند فرماتے تھے، افطار و روزے کی حالت میں بھی مسواک کرتے تھے، نیز نیند سے بیدار ہوتے وقت، گھر میں داخل ہوتے وقت اور نماز کے لئے مسواک کرتے تھے۔
- ۳۔ آپ ﷺ سرمہ استعمال کرتے تھے اور فرماتے: "تمہارے سرموں میں سب سے بہتر سرمہ اٹمد کا ہے، کیونکہ آنکھوں کو صاف کرتا، اور بالوں کو اگاتا ہے" (داواد، ابن ماجہ)
- ۴۔ آپ ﷺ کبھی خود کنگھی کرتے، کبھی آپ کی

^۱ (زاد المعاد ۱/۱۶۷)

بیوی عائشہ رضی اللہ عنہا کنگھی کر دیتی تھیں۔
 آپ ﷺ یا تو پورے بال کو مونڈاتے یا پورے بال
 کو چھوڑ دیتے تھے۔

۵- آپ ﷺ سے اپنے بالوں کا حلق کرانا صرف
 حج و عمرہ کے موقع پر ہی ثابت ہے۔ آپ کے بال
 جُمّہ سے بڑے اور وفرہ سے چھوٹے ہوتے تھے
 ، اور جمہ کابال آپ ﷺ کے دونوں کانوں کے لو
 تک پہنچتا تھا۔

(جُمّہ) سر کے بال جب کندھوں تک پہنچ جائیں
 (وفرہ) کانوں تک لمبے بال کو کہتے ہیں (لَمّة)
 جو کان کی لوسے کچھ نیچے لٹک جائے۔

۶- آپ ﷺ قزع (بعض سر کا حلق کرانے اور بعض
 کو چھوڑ دینے) سے منع فرماتے تھے۔

۷- آپ ﷺ فرماتے: "مشرکوں کی مخالفت کرو،
 داڑھیوں کو بڑھاؤ اور مونچھوں کو گھٹاؤ" (متفق
 علیہ)

۸- آپ ﷺ لباس میں سے جو کچھ میسر ہوتا اسکو
 پہنتے، کبھی اون ، تو کبھی روئی یا کپاس، اور کبھی
 کتان (السی کے پودے سے بنا ہوا کپڑا) پہنتے
 تھے، آپ ﷺ کی سب سے پسندیدہ لباس قمیص

تھی۔

۹۔ آپ ﷺ یمنی دھاری دارچادر، اور سبز چادر بھی پہنتے تھے۔ اور جبہ، تنگ آستین قبا، پائجامہ، تہبند، چادر، موزے، جوتے اور پگڑی بھی پہنتے تھے۔

۱۰۔ آپ ﷺ پگڑی کو تھوڑی کسے نیچے سے باندھتے تھے اور اسکی چوٹی کو کبھی پیچھے ڈال دیتے اور کبھی نہ ڈالتے۔ (حنک=تالو، نیچے کا جبرّا، تھوڑی کے نیچے کے حصہ) کو کہتے ہیں۔

۱۱۔ آپ ﷺ نے کالا لباس بھی پہنا، اور سرخ حلہ (تہبند و چادر) کو بھی استعمال کیا۔

۱۲۔ آپ ﷺ چاندی کی انگوٹھی پہنتے، اور اسکی نگینہ کو ہتھیلی کے اندرونی طرف کر لیتے تھے۔

۱۳۔ آپ ﷺ جب کوئی نیا کپڑا پہنتے تو اسکا نام لیتے اور یہ دعا پڑھتے: "اللّٰهُمَّ اَنْتَ كَسَوْتَنِي هَذَا الْقَمِيصَ اَوَ السَّرَاوِيْلَ اَوَ الرِّدَاءَ، اَوَ الْعِمَامَةَ، اَسْأَلُكَ خَيْرَهُ وَخَيْرَ مَا صُنِعَ لَهُ، وَاَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهِ وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَهُ"

اے اللہ تونے ہی اس قمیص یا پائجامہ یا چادریا

پگڑی کو پہنایا، میں تجھ سے اسکی بھلائی
اور جس چیز کے لئے بنایا گیا ہے اسکی بھلائی
طلب کرتا ہوں - اور اسکی برائی سے اور جس
چیز کے لئے بنایا گیا ہے اسکی برائی سے تیری
پناہ چاہتا ہوں" (داؤد، ترمذی)

۱۴- آپ ﷺ قمیص کو دائیں جانب سے پہنتے
تھے۔

۱۵- آپ ﷺ کنگھی کرنے، جوتا پہننے
وضوء یا طہارت حاصل کرنے اور کسی
چیز کو لینے یا دینے میں دائیں جانب سے شروع
کرنا پسند فرماتے تھے۔

۱۶- چھینک آتے وقت آپ ﷺ اپنے ہاتھ یا کپڑے
کو منہ پر رکھ لیتے تھے اور آواز کو پست کر لیتے
تھے۔

۱۷- آپ ﷺ پردہ نشین دوشیزہ سے بھی زیادہ
شرم کرنے والے تھے۔

۱۸- آپ ﷺ ہنسی والی باتوں پر ہنستے بھی
تھے۔ البتہ آپکی زیادہ تر ہنسی مسکراہٹ ہوتی
تھی۔ آپ ﷺ جب زیادہ ہنستے تو آپ کے داڑھ
کے دانت ظاہر ہو جاتے تھے، آپ ﷺ کارونا بھی

ہنسی ہی کی طرح تھا جس طرح آپ قہقہہ وٹھٹھا لگا کر نہ ہنستے اسی طرح دھاڑو سسکیاں لے کر نہ روتے، البتہ آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری رہتے اور اور آپ کے سینے سے (رونے) کی آواز سنائی دیتی تھی۔

۲۴۔ اجازت طلبی اور سلام میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ^۱

۱۔ آپ ﷺ جب کسی قوم کے پاس تشریف لاتے تو سلام کرتے اور جب وہاں سے جاتے تب بھی سلام کر کے جاتے تھے۔ اور لوگوں کو سلام عام کرنے کا حکم دیتے تھے۔

۲۔ آپ ﷺ فرماتے: "کہ چھوٹا بڑے کو سلام کرے، اور گزرنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے، اور سوار پیدل چلنے والے کو سلام کرے اور تھوڑے افراد زیادہ کو سلام کریں" (متفق علیہ)

۳۔ آپ ﷺ جب کسی سے ملتے تو پہلے سلام کرتے تھے اور جب آپ سے کوئی سلام کرتا تو اسی کے مثل یا اس سے بہتر جواب فوراً دیتے تھے مگر کوئی عذر جیسے نماز یا قضائے حاجت وغیرہ کے وقت (فوراً) نہ دیتے تھے۔

۴۔ آپ ﷺ شروع میں "السلام علیکم ورحمة اللہ

^۱ (زاد المعاد ۲/۳۷۱)

کہتے تھے "(بخاری) اور آپ ابتداء کرنے والے کیلئے "علیک السلام" کہنے کو ناپسند فرماتے تھے۔ آپ ﷺ سلام کرنے والے کا جواب "وعلیک السلام" واؤ کے ساتھ دیتے تھے۔

۵- آپ ﷺ کی سنت طیبہ یہ تھی کہ جب لوگ زیادہ ہوتے اور ایک بار میں سب کو سلام نہ پہنچتا تو تین بار سلام کرتے تھے۔

۶- نبی کریم ﷺ کی سنت طیبہ یہ ہے کہ مسجد میں آنے والا سب سے پہلے تحیۃ المسجد دو رکعت نماز پڑھے پھر آکر لوگوں کو سلام کرے۔

۷- آپ ﷺ ہاتھ، سر اور انگلی کے اشارہ سے کسی کے سلام کا جواب نہ دیتے تھے الا یہ کہ نماز میں ہوتے تو آپ اسمیں اشارہ کے ذریعہ سلام کا جواب دیتے تھے۔

۸- آپ ﷺ بچوں کے پاس سے گزرتے تو سلام کرتے، اسی طرح عورتوں کے پاس سے گزرتے تو بھی سلام کرتے تھے، اور صحابہ کرام بھی نماز جمعہ سے واپس آتے وقت راستے میں بوڑھی عورت کے پاس سے گزرتے تو اسکو سلام کرتے تھے۔

۹۔ آپ ﷺ دوسروں کو سلام پہنچاتے اور دوسروں کے سلام قبول بھی کرتے تھے، جب آپ کو کوئی دوسرے کے سلام کو پہنچاتا تو پہلے آپ اس پر اور پھر بھیجنے والے پر سلام کرتے۔

۱۰۔ آپ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ: "آدمی جب اپنے بھائی سے ملے تو کیا اس کے لیے جھک جائے؟" تو فرمایا: "نہیں" کہا گیا کہ کیا اسے چمٹ جائے اور بوسہ لے؟" تو فرمایا: "نہیں" کہا گیا کہ کیا اس سے مصافحہ کرے؟ تو فرمایا: "ہاں" (ترمذی)۔

۱۱۔ آپ ﷺ اپنے اہل کے پاس اچانک نہ آتے تھے کہ ان کی ٹوہ میں پڑیں، آپ ﷺ داخل ہوتے ہی ان پر سلام کرتے اور ان کے احوال معلوم کرتے۔

۱۲۔ جب آپ ﷺ رات کو اپنے گھر میں داخل ہوتے تو اس طرح سلام کرتے کہ جاگنے والا سن لے اور جو سویا ہو وہ نہ جاگے" (مسلم)

۱۳۔ آپ ﷺ کی سنت طیبہ یہ تھی کہ جب اجازت طلب کرنے والے سے کہا جائے کہ تو کون ہے؟ تو فرمائے: فلان بن فلان، یا کنیت ذکر کرے، یا

لقب ذکر کرے، اور یہ نہ کہے کہ "میں ہوں"۔
 ۱۴- آپ ﷺ کسی کے یہاں جاتے تو تین مرتبہ اجازت طلب کرتے اگر تین مرتبہ کے بعد اجازت نہ ملتی تو واپس لوٹ آتے۔
 ۱۵- آپ ﷺ صحابہ کرام کو اجازت طلب کرنے سے پہلے سلام کہنے کی تعلیم دیتے تھے۔
 ۱۶- جب آپ ﷺ کسی کے دروازے پر تشریف لے جاتے تو دروازے کے بالمقابل کھڑے نہ ہوتے بلکہ دائیں یا بائیں جانب کھڑے ہوتے تھے، اور فرماتے: "اجازت طلبی تو محض نگاہ پڑ جانے سے بچنے کے لئے ہے" (متفق علیہ)

۲۵۔ گفتگو و سکوت، زبان کی حفاظت اور الفاظ و ناموں کے اختیار کرنے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ^۱

۱۔ آپ ﷺ سب سے فصیح، اور شیریں بیان تھے، ادائیگی میں سب سے تیز اور بات چیت کے اعتبار سے بہت میٹھے تھے۔

۲۔ آپ ﷺ لمبی خاموشی اختیار کرتے تھے صرف ضرورت کے وقت ہی بات کرتے اور لایعنی و فضول بات سے اجتناب کرتے تھے، آپ انہیں چیزوں میں گفتگو کرتے جس میں ثواب کی امید ہوتی تھی۔

۳۔ آپ ﷺ جامع بات کرتے تھے، آپ ﷺ کی بات بالکل واضح و جدا ہوتی تھی کہ شمار کرنے والا اسکو شمار کر لے نہ تو بہت جلدی جلدی بولتے کہ اسکو یاد نہ کیا جاسکے، اور نہ ہی رک کر سکتے کر کے بولتے۔

۴۔ آپ ﷺ اپنے خطاب اور امت کی تعلیم کیلئے

^۱ (زاد المعاد ۱/۱۷۵، ۲/۳۲۰)

بہترین اور موزوں الفاظ استعمال کرتے تھے جو سخت مزاج اور فحش گولوگوں کے الفاظ سے بہت دور تھے۔

۵- آپ ﷺ کسی اچھے لفظ کو نااہل کے لئے اور کسی ناپسندیدہ لفظ کو اچھے شخص کے لئے استعمال نہیں فرماتے تھے، چنانچہ منافق کے لئے "سید" اور ابو جہل کے لئے "ابو الحکم" کہنے سے منع فرمایا، اور سلطان کیلئے "ملک الملوک" یا "خلیفۃ اللہ" کہنے سے منع فرمایا ہے۔

۶- آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس پر شیطان کا اثر ہو وہ اللہ کا نام لے یعنی "بسم اللہ" کہے، اور شیطان کو لعن و طعن نہ کرے اور یہ نہ کہے کہ شیطان ہلاک ہویا اس جیسے کلمات۔

۷- آپ ﷺ بہترین نام پسند کرتے تھے اور یہ حکم دیا کہ آپ کے پاس جب کوئی قاصد بھیجا جائے تو وہ اچھی شکل اور اچھے نام والا ہو، آپ ﷺ ناموں سے معافی اخذ کرتے تھے اور اسم و مسمیٰ دونوں کے درمیان ربط بتلاتے تھے۔

۸- آپ ﷺ کا ارشاد ہے: "اللہ کے نزدیک سب سے محبوب نام "عبداللہ" اور "عبد الرحمن"

ہیں، اور سب سے سچے "حارث" اور "ہمام" ہیں اور سب سے برے نام "حرب و مّرة" ہیں (مسلم)

۹- آپ ﷺ نے "عاصیہ" نام بدل کر "جمیلۃ" رکھ دیا، اور "أصرم" کو "زرعة" سے بدل دیا۔ اور جب آپ مدینہ تشریف لائے تو اسکا نام "یثرب" تھا اسکو بدل کر "طیبۃ" رکھ دیا۔

۱۰- آپ ﷺ صحابہ کرام اور کبھی چھوٹے بچوں کو کنیت سے نوازتے تھے، اور آپ نے اپنے بعض بیویوں کو بھی کنیت دی۔

۱۱- آپ ﷺ کی سنت طیبہ یہ تھی کہ صاحب اولاد اور بے اولاد سب کو کنیت دیتے تھے اور فرماتے: "میرے نام سے اپنا نام رکھو البتہ میری کنیت کو نہ اختیار کرو" (متفق علیہ)

۱۲- آپ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ "عشاء" "و چھوڑ کر" "عتمہ" "پکارا جائے، اور انگور کو "کرم" کہا جائے، اور فرمایا کہ "کرم" تو مومن کا دل ہوتا ہے۔ (متفق علیہ)

۱۳- آپ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ بندہ کہے "فلاں ستارہ یا نچھتر کی وجہ سے ہم پر بارش ہوئی" اور "اللہ جو چاہے اور آپ"

اور غیر اللہ کی قسم کھانے , اور کثرت سے قسم کھانے سے بھی منع فرمایا ہے , اور اس بات کی قسم کھانے سے بھی منع فرمایا کہ "اسنے ایسا کیا تو یہودی ہے" اور یہ کہ سید اپنے مملوک کو کہے "میرا بندہ اور باندی" اور اس چیز کے کہنے سے بھی منع فرمایا کہ "میرا نفس خبیث ہو گیا" یا "شیطان ہلاک ہو" اور "اے اللہ اگر تو چاہے تو مجھے بخش دے".

۱۴- آپ ﷺ نے زمانہ , ہوا , بخار , اور مرغ کو گالی دینے نیز جاہلیت کی پکار لگانے سے منع فرمایا ہے جیسے کہ قبائل کی طرف پکارنا اور اسکے خاطر تعصب اختیار کرنا وغیرہ.

۲۶۔ چلنے پھرنے اور اٹھنے بیٹھنے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ^۱

- ۱۔ آپ ﷺ چلتے تو آگے کی طرف جھکی کر چلتے تھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی بلندی سے اتر رہے ہوں، آپ لوگوں میں سب سے بہتر پرسکون اور تیز چلنے والے تھے۔
- ۲۔ کبھی آپ ﷺ ننگے پیر چلتے تو کبھی جوتوں میں چلتے تھے۔
- ۳۔ آپ ﷺ اونٹ، گھوڑے، خچر اور گدھے پر سوار ہوتے تھے، کبھی آپ بغیر زین کے گھوڑے پر سوار ہوتے تو کبھی زین کے ساتھ سوار ہوتے تھے اور آپ اپنے پیچھے اور آگے لوگوں کو بٹھا لیتے تھے۔
- ۴۔ آپ ﷺ زمین، چٹائی اور بستر پر بیٹھتے تھے۔
- ۵۔ آپ ﷺ تکیہ پر ٹیک لگایا کرتے تھے کبھی

^۱ (زاد المعاد ۱/۱۶۱)

دائیں پہلو پر تو کبھی بائیں .

۶- آپ ﷺ قرفصاء (اکڑوں) بیٹھتے تھے اور کبھی آپ چت لیٹتے تھے، اور بسا اوقات ایک پیر کو دوسرے پر پررکھ لیتے تھے، اور کبھی کمزوری کی وجہ سے ضرورت پڑنے پر صحابہ کرام پر ٹیک لگالیتے تھے .

۷- آپ ﷺ نے دھوپ اور سایہ کے درمیان بیٹھنے سے منع فرمایا ہے .

۸- آپ ﷺ کسی مجلس میں بیٹھنے والوں کو اللہ کا ذکر نہ کرنے پر ناپسند کرتے تھے، اور فرماتے: "جو کسی مجلس میں بیٹھے اور اللہ کا اسمیں ذکر نہ کرے تو اللہ کی طرف سے اسکو حسرت ہوگی" (ابوداؤد) التیرة: حسرت کو کہتے ہیں

۹- آپ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص کسی مجلس میں بیٹھے اور اس میں بہت لغو کا ارتکاب کرے تو مجلس سے اٹھنے سے پہلے یہ دعا پڑھ لے: "سبحانك اللهم وبحمدك أشهد أن لا إله إلا أنت أستغفرك وأتوب إليك"

اے اللہ تو پاک ہے اور اپنی حمد کے ساتھ - میں

شہادت دیتا ہوں کہ تیرے علاوہ کوئی سچا معبود
نہیں، میں تجھ سے بخشش مانگتا ہوں اور تیری
طرف توبہ کرتا ہوں"
تو اس سے جو کچھ مجلس میں گناہ صادر ہوئی
ہوگی اسکے لئے کفارہ ہو جائے گی۔
(ابوداؤد، ترمذی)۔

۲۷۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام خوش کن نعمت حاصل ہونے یا عذاب کے ٹلنے پر سجدہ شکر کرتے تھے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی ضرورت کی تکمیل کی بشارت دی گئی تو اللہ کا شکر کرنے کے لئے سجدے میں گر گئے" (ابن ماجہ)

۲۸- بے چینی حزن و غم اور رنج کے علاج میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ^۱

۱- آپ ﷺ بے چینی کے وقت یہ دعا پڑھا کرتے تھے: "لا إله إلا الله العظيم الحليم، لا إله إلا الله رب العرش العظيم، لا إله إلا الله رب السموات ورب الأرض، رب العرش الكريم" (متفق علیہ)

اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں جو بزرگ اور حلیم ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں جو عرش عظیم کا پروردگار ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں جو ساتوں آسمانوں زمین اور عرش کریم کا رب ہے۔

۲- آپ ﷺ کو جب کوئی رنج و غم لاحق ہوتا تو فرماتے: "يا حي يا قيوم برحمتك أستغيث"

اے ہمیشہ زندہ رہنے والے! اے ہر چیز کو قائم رکھنے والے! تیری رحمت کے طفیل مدد مانگتا ہوں۔

^۱ (زاد المعاد ۴/ ۱۸۰)

اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ: "پریشان اور مصیبت زدہ آدمی کی دعائیں یہ ہیں: "اللهم رحمتك أرجو، فلا تكلني إلي نفسي طرفة عين، وأصلح شأني كله، لا إله إلا أنت" (ابوداؤد)

اے اللہ میں تیری رحمت کا امیدوار ہوں، - اس لئے مجھے چشم زدن کے لئے بھی میرے سپرد نہ کر، اور میری حالت درست فرما، تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔

اور آپ ﷺ کو جب کوئی غم لاحق ہوتا تو نماز پڑھتے تھے۔

۳- آپ ﷺ نے فرمایا: "جب بندے کو کوئی غم اور دکھ پہنچے تو وہ یہ دعا کرے: "اللهم إني عبدك، وابن عبدك، وابن أمتك، ناصيتي بيدك، ماضٍ في حكمك، عدل في قضاءك، أسألك بكل اسم هو لك سميت به نفسك، أو أنزلته في كتاب بك، أو علمته أحدا من خلقك، أو استأثرت به في علمك الغيب عندك، أن تجعل القرآن العظيم ربيع قلبي، ونور صدري، وجلاء حزني وذهاب همي"

اے اللہ میں تیرا بندہ ہوں، تیرے بندے کا بیٹا ہوں، تیری بندی کا بیٹا ہوں، میری پیشانی تیرے قبضہ

میں ہے، مجھ پر تیرا حکم جاری ہے، مجھ پر تیرا فیصلہ ہی کا رہنا ہے، میں تیرے اس نام کے طفیل سوال کرتا ہوں جسے تو نے اپنے لئے اختیار کیا ہے، یا تو نے اسے اپنی کتاب میں نازل فرمایا یا تو نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو سکھایا یا تو نے اسے اپنے پاس علم غیب میں (مخفی) رکھا کہ تو قرآن عظیم کو میرے دل کی بہار، میرے سینے کا نور، میرے غم کا مداوا اور میرے غم کو دور کرنے کا ذریعہ بنا دے۔
تو اللہ تعالیٰ اس کے رنج و غم کو دور کر دے گا، اور اس کی جگہ فرحت عطا فرمائے گا۔ (مسند احمد)

۴- آپ ﷺ صحابہ کرام کو گھبراہٹ کے موقع پر یہ دعا سکھلاتے تھے: "أعوذ بكلمات الله التامة من غضبه وعقابه وشر عباده، ومن همزات الشيطان، وأعوذ بك رب أن يحضرون"
اللہ کے پورے کلمات کے ذریعہ میں پناہ چاہتا ہوں، اس کے غضب سے، اس کے بندوں کے شر سے، شیطانوں کے وسوسے سے، اور اس بات سے کہ میرے پاس وہ آئیں - (ابوداؤد، ترمذی)

۵۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "کوئی شخص مبتلائے مصیبت ہو جائے تو یوں کہا کرے: "إنا لله وإنا إليه راجعون, اللهم أجرني في مصيبتى وأخلف لي خيراً منها" ہم اللہ ہی کے لئے ہیں اور اسی کی طرف واپس جانا ہے, اے اللہ میری مصیبت میں مجھے اجردے, اور مجھے اس سے بہتر بدل عطا فرما۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ اسے اس مصیبت میں اجروثواب دے گا, اور بہتر بدل عطا فرمائے گا۔ (مسلم)

۲۹ - سفر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ^۱

- ۱- آپ ﷺ دن کے شروع میں اور جمعرات کے دن سفر کے لیے نکلنا پسند کرتے تھے۔
 - ۲- آپ ﷺ رات میں تنہا سفر کرنے اور مطلق تنہا سفر کرنے کو ناپسند کرتے تھے۔
 - ۳- آپ ﷺ نے مسافروں کو یہ حکم دیا کہ جب وہ تین ہوں تو ان میں سے ایک کو اپنا امیر و قائد چن لیا کریں۔
 - ۴- آپ ﷺ جب سواری پر بیٹھتے تو تین مرتبہ "اللہ اکبر" کہتے پھر فرماتے: "سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ وَإِنَّا إِلَى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ" (سورة الزخرف: ۱۳-۱۴)
- "پاک ہے وہ ذات جس نے اسے ہمارے لئے مسخر کیا جبکہ ہم اسے زیر نہ کر سکتے تھے ہم اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں"
- پھر آپ ﷺ یہ دعا پڑھتے: "اللهم اني أسألك في

^۱ (زاد المعاد ۱/۴۴۴)

سفري هذا البرّ والتقوى، ومن العمل ما ترضى،
اللهم هون علينا سفرنا هذا واطوعنا بعده، اللهم أنت
الصاحب في السفر، والخليفة في الأهل، اللهم
اصحبنا في سفرنا واخلفنا في أهلنا" (مسلم)

اے اللہ اس سفر میں تجھ سے نیکی و تقویٰ کا
سوال کرتا ہوں اور ایسے عمل کا جس کو تو پسند
کرے، اے اللہ سفر آسان کر اور اسکی دوری سمیٹ
دے، اے اللہ تو سفر کا ساتھی اور گھروالوں کا
محافظ ہے، اے اللہ تو ہمارے سفر میں ہمارا
ساتھی بن اور ہمارے گھروالوں کی حفاظت
فرما" (مسلم) .

اور جب آپ ﷺ سفر سے واپس ہوتے تو اس دعا
کا بھی اضافہ کر لیتے: "أئبون تائبون، عابدون لربنا
حامدون"

ہم لوٹ کر آتے ہیں، اللہ کے آگے توبہ کرتے ہیں
اور اسکی عبادت اور تعریف کرتے ہیں".

۵- آپ ﷺ جب کسی ٹیلہ یا بلندی پر چڑھتے
تو "اللہ اکبر" کہتے اور جب کسی وادی یا نشیبی
زمین میں اترتے تو "سبحان اللہ" پڑھتے تھے.
ایک آدمی نے آپ ﷺ سے کہا کہ میں سفر کا ارادہ

رکھتا ہوں تو فرمایا: "میں تمہیں تقویٰ اختیار کرنے اور ہر اونچی جگہ پر "اللہ اکبر" کہنے کی وصیت کرتا ہوں" (ترمذی, ابن ماجہ)

۶- جب سفر کے دوران فجر ظاہر ہو جاتی تو آپ ﷺ فرما تے: (سَمِعَ سَامِعُ بِحَمْدِ اللَّهِ وَحُسْنِ بَلَاءِهِ عَلَيْنَا رَبَّنَا صَاحِبِنَا وَأَفْضَلُ عَلَيْنَا عَائِذًا بِاللَّهِ مِنَ النَّارِ) "سننے والے نے (ہماری) اللہ کی حمد اور اسکے ہم پر اچھے انعامات کو سنا، اے ہمارے رب ہمارا ساتھی بن جا، اور ہم پر اپنا فضل و احسان کر، آگ سے اللہ کی پناہ چاہتے ہوئے (یہ دعا کرتا ہوں)۔" (مسلم)

۷- جب آپ ﷺ سفر پر جانے والے کسی صحابی کو رخصت کرتے تو یہ دعا پڑھتے: "أَسْتَوِدِعُ اللَّهَ دِينَكَ وَأَمَانَتَكَ وَخَوَاتِيمَ أَعْمَالِكَ" میں تیرا دین، تیری امانت اور تیرے عمل کا انجام اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔ (ابوداؤد، ترمذی)۔

۸- آپ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی کسی جگہ اترے تو یہ دعا پڑھے: "أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ" میں اللہ کے مکمل کلمات کے ذریعہ ہراس

چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی ہیں، پناہ مانگتا ہوں"

تو اسے کوئی چیز ضرر نہ پہنچائے گی یہاں تک کہ وہ اس جگہ سے روانہ ہو جائے۔ - (مسلم)

۹۔ آپ ﷺ مسافر کو سفر کی ضرورت پوری ہونے پر جلد گھر لوٹنے کا حکم دیتے تھے۔

۱۰۔ آپ ﷺ عورت کو بغیر محرم کے سفر کرنے سے منع فرماتے تھے اگرچہ ایک برید (۱۲ میل) بی کی مسافت ہی کیوں نہ ہو۔

اسی طرح آپ ﷺ دشمن کی سرزمین پر قرآن ساتھ لے کر سفر کرنے سے روکتے تھے تاکہ کہیں دشمن اسکی بے حرمتی نہ کرے۔

۱۱۔ آپ ﷺ ہجرت کرنے پر قدرت رکھنے والے مسلمان کو مشرکوں کے بیچ اقامت اختیار کرنے سے منع فرماتے تھے اور فرمایا کہ: "میں ہر اس مسلمان سے براءت کا اظہار کرتا ہوں جو مشرکوں کے بیچ سکونت اختیار کرتا ہو" (ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

اور فرمایا کہ: "جس نے مشرکوں کی موافقت کی اور ان کے ساتھ سکونت اختیار کیا تو وہ انہیں

کے مثل ہے " (ابوداؤد)
 ۱۲- آپ ﷺ کے سفر چار طرح کے ہوتے تھے: "
 ۱- سفر ہجرت ۲- سفر جہاد اور یہ
 سفر اکثر و بیشتر ہوتا تھا، ۳- سفر عمرہ ۴- سفر حج۔
 ۱۳- آپ ﷺ سفر کی حالت میں چار رکعتوں والی
 نمازوں کی قصر کرتے تھے چنانچہ
 گھر سے نکلنے سے لے کر واپس آنے تک انہیں
 دو رکعت کر کے پڑھتے تھے، آپ ﷺ سفر میں
 صرف فرض نمازوں ہی پر اکتفا کرتے تھے، البتہ
 فجر کی دو سنتوں اور وتر کو نہ چھوڑتے تھے۔

۱۴- آپ ﷺ نے اپنی امت کے لئے
 قصر و افطار کے مسافت کی کوئی تعیین نہیں کی
 ہے۔

۱۵- دوران سفر سواری پر نیز حالت اقامت میں
 دو نمازوں کے درمیان جمع کرنا آپ ﷺ کی سنت
 طیبہ نہ تھی، بلکہ جب سفر میں جلدی ہوتی تو
 جمع کرتے اور جب نماز سے کچھ پہلے نکلتے،
 اور جب آپ ﷺ زوال سے پہلے سفر شروع کرتے
 تو ظہر کو عصر تک مؤخر کر دیتے، پھر سواری

سے اتر کر دونوں نمازیں جمع فرماتے، اور اگر سفر کے لیے روانہ ہونے سے پہلے زوال کا وقت ہو جاتا تو ظہر کی نماز پڑھتے پھر سوار ہوتے تھے۔ اگر کسی سفر میں جلدی ہوتی تو مغرب کی نماز کو مؤخر کر کے عشاء کے ساتھ ادا کرتے تھے۔

۱۶۔ آپ ﷺ سفر میں نفلی نماز کو رات و دن میں سواری پر بیٹھ کر ہی ادا فرماتے تھے، جس طرف وہ متوجہ ہو جاتی وہی آپ کا قبلہ ہوتا تھا، آپ ﷺ سواری ہی پر رکوع و سجدہ اشارہ کے ذریعہ کرتے، البتہ سجدہ میں رکوع سے کچھ زیادہ جھکتے تھے۔

۱۷۔ آپ ﷺ نے رمضان میں سفر کیا اور افطار بھی کیا اور صحابہ کرام کو دونوں (روزہ رکھنے یا نہ رکھنے) کا اختیار دیا۔

۱۸۔ آپ ﷺ سفر میں ہمیشہ یا اکثر موزہ پہنا کرتے تھے۔

۱۹۔ آپ ﷺ لوگوں کو طویل سفر سے واپسی پر رات کے وقت گھرانے سے منع فرماتے تھے۔

۲۰۔ آپ ﷺ فرماتے تھے کہ: "فرشتے ایسے

قافلے کے ساتھ شریک نہیں ہوتے، جس میں کتا یا گھنٹی اور باجا ہو" (مسلم)

۲۱- آپ ﷺ جب سفر سے واپس آتے تو پہلے مسجد جا کر دو رکعت نماز ادا فرماتے تھے۔ اور اپنے اہل بیت کے بچوں سے ملتے تھے۔

۲۲- آپ ﷺ سفر سے واپس آنے والے کے ساتھ معانقہ فرماتے تھے اور اگر وہ آپ ﷺ کے اہل خانہ میں سے ہوتا تو اسکا بوسہ لیتے تھے۔

۳۰۔ علاج و معالجہ اور مریض کی عیادت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ^۱

- ۱۔ آپ ﷺ اپنا علاج خود کرتے تھے۔ اور اپنے اہل و اصحاب کو بھی بیماری لاحق ہونے پر اسی کا حکم دیتے تھے۔
- ۲۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے: "اللہ نے جو بھی بیماری اتاری ہے اسکا علاج رکھا ہے" (بخاری)
- اور فرماتے: "اے اللہ کے بندو علاج کرو" (ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ)
- ۳۔ نبی ﷺ کے بیماری سے علاج کرنے کے تین طریقے تھے:

 - ۱۔ قدرتی علاج ۲۔ شرعی علاج ۳۔ قدرتی و شرعی علاج
 - ۴۔ آپ ﷺ نے حرام و خبیث اور شراب کے ذریعہ علاج کرنے سے منع فرمایا ہے۔

^۱ (زاد المعاد ۹/۴)

- ۵- آپ ﷺ اپنے بیمار صحابہ کی عیادت کرتے تھے، (ایک مرتبہ) آپ ﷺ نے ایک یہودی بچے کی عیادت فرمائی جو آپ ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا، اور اپنے مشرک چچا کی بھی عیادت فرمائی، اور ان دونوں پر اسلام کو پیش کیا، چنانچہ یہودی غلام نے تو اسلام قبول کر لیا لیکن آپ ﷺ کے چچا اسلام نہ لائے۔
- ۶- آپ ﷺ مریض کے پاس سرہانے بیٹھ کر اس کے حال کو پوچھتے تھے۔
- ۷- آپ ﷺ عیادت مریض کے لئے کسی دن کی تخصیص نہ کرتے تھے، اور نہ ہی وقت کی تعیین کرتے، بلکہ آپ ﷺ نے اپنی امت کے لئے رات و دن کے کسی بھی حصہ میں مریض کی تیمارداری کو مشروع قرار دیا ہے۔

- ا۔ قدرتی دواؤں کے ذریعہ علاج کرنے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ^۱
- ۱۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے: "بے شک بخار - یا شدت بخار - جہنم کی سانس کی وجہ سے ہے، لہذا اسے پانی کے ذریعہ ٹھنڈا کرو" (متفق علیہ)
 - ۲۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کسی کو بخار آجائے تو اس پر تین دن تک صبح کے وقت ٹھنڈا پانی ڈالے (یا اسکا چھینٹا مارے) - "
 - ۳۔ جب آپ ﷺ کو بخار ہوتا تو آپ ﷺ پانی کے مشکیزہ کو طلب کرتے پھر اپنے سر پر اسکو ڈالتے اور غسل فرماتے،
 - ایک مرتبہ آپ ﷺ کے پاس بخار کا تذکرہ ہوا، تو ایک شخص نے اسکو برا بھلا کہہ دیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اسے گالی نہ دو، کیونکہ یہ گناہوں کو اسی طرح مٹادیتا ہے جس طرح آگ لوہے کے زنگ کو ختم کر دیتی ہے" (ابن ماجہ)
 - ۴۔ آپ ﷺ کے پاس ایک صحابی تشریف لاکر کہنے لگے کہ میرے بھائی کو پیٹ کی

^۱ (زاد المعاد ۴/۲۳)

شکایت ہے، اور ایک روایت میں ہے کہ اسے اسہال کی شکایت ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اسے شہد پلادو" (متفق علیہ)

اور آپ ﷺ شہد کو باسی پانی سے ملاتے تھے۔
 ۵- ایک قوم نے استسقاء کی بیماری کی وجہ سے مدینہ کی فضا راس نہ آنے کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اگر تم صدقہ کے اونٹوں کے پاس جاتے اور انکے دودھ اور پیشاب کونوش فرماتے، تو ان لوگوں نے ایسا ہی کیا اور صحت مند ہو گئے" (متفق علیہ)

جَوَى: پیٹ کی ایک بیماری کا نام ہے، اور (استسقاء) ایک ایسا مرض ہے جس سے پیٹ پھول جاتا ہے۔

۶- جب آپ ﷺ غزوہ احد میں زخمی ہو گئے تو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے چٹائی کے ایک ٹکرے کو لے کر جلا کر راکھ بنایا اور پھر اسے آپ ﷺ کے زخم پر چپکا دیا جس سے آپ ﷺ کا خون بند ہو گیا۔

اور آپ ﷺ نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے پاس ایک ڈاکٹر کو بھیجا جس نے انکے رگ کو

کاٹا اور اسکو داغا۔

اور آپ ﷺ نے فرمایا: "شفاء تین چیزوں میں ہے : ۱- شہد پینے میں ۲- پچھنا لگوانے میں ۳- اور آگ سے داغنے میں لیکن میں اپنی امت کو داغنے سے منع فرماتا ہوں" (بخاری) اور فرمایا: "میں داغنے کو ناپسند کرتا ہوں" (متفق علیہ)

اسمیں آپ ﷺ نے اس بات کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ داغنے کے ذریعہ علاج کو مؤخر کر دیا جائے یہاں تک کہ اس کی ضرورت پڑ جائے۔ اسلئے کہ اسمیں سخت تکلیف کو جلدی طلب کرنا ہوتا ہے۔

۷- آپ ﷺ نے پچھنا لگوایا اور اس پر اجرت بھی دی , اور فرمایا: "بہترین چیز جس کے ذریعہ تم علاج کرتے ہو حجامت ہے" (متفق علیہ)

آپ ﷺ نے حالت احرام میں درد سر کی وجہ سے پچھنا لگوایا , اور کولہے (سرین) میں مونچ آنے کی وجہ سے پچھنا لگوایا۔

آپ ﷺ تین جگہوں پر پچھنا کا استعمال کرتے تھے: ۱- ایک تو کندھے پر - اور دو گردن کے

دونوں جانب پوشیدہ رگوں پر لگواتے تھے۔ آپ ﷺ نے جب زہر آلود بکری کا گوشت تناول کر لیا تو تین مرتبہ کندھے پر پچھنہ لگوا یا اور اپنے صحابہ کو بھی حجامت لگوانے کا حکم دیا۔

۸- جو بھی آپ ﷺ سے سر میں تکلیف و درد کی شکایت کرتا اسے پچھنہ لگوانے کا ہی حکم دیتے، اور جو بھی پاؤں کی تکلیف کی شکایت کرتا تو اسے مہندی کا خضاب لگانے کا حکم فرماتے تھے " (داود)۔

۹- نبی ﷺ کی خادمہ ام رافع سلمیٰ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: "آپ ﷺ کو جب بھی کوئی زخم یا کانٹا چھبتا تو اس پر مہندی کو لگاتے تھے" (ترمذی)

۱۰- آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ: "عرق النساء کا علاج یہ ہے کہ نہار منہ ہر دن بکری کی چکتی (چربی) کا کچھ حصہ پیا جائے" (ابن ماجہ)

عرق النساء: ایسا درد ہے جو کولہے یا سرین کے جوڑ سے شروع ہوتا ہے اور پیچھے کی جانب سے ران تک پہنچتا ہے۔

۱۱- آپ ﷺ نے طبیعت کی خشکی کے علاج

اور اسے نرم کرنے کیلئے یہ فرمایا کہ: "کہ تم لوگ سننا اور سنوت کا استعمال کرو کیونکہ اسکے اندر موت کے علاوہ ہر بیماری سے شفا ہے" (داود، ابن ماجہ)

(السَّنَا: ایک دست آورداء کا نام ہے جو سنا مکی سے مشہور ہے) اور (السَّنَات) زیرہ کو کہتے ہیں)
 ۱۲- آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ: "تمہارے سرموں میں سے بہترین سرمہ ائمد ہے جو آنکھوں کی صفائی کرتا ہے اور بالوں کو آگاتا ہے" (داود، ابن ماجہ) الإئمد: کالا سرمہ کو کہتے ہیں.

۱۳- آپ ﷺ نے فرمایا: "جس نے صبح سویرے عالیہ (مدینہ) کے سات کھجوروں کو کھایا تو اس دن اسے کوئی زہر اور جادو نقصان نہ دے گا. (متفق علیہ)

۱۴- آپ ﷺ نے فرمایا کہ: "اپنے بیماروں کو کھانے پینے پر مجبور مت کرو، کیونکہ انہیں اللہ کھلاتا پلاتا ہے" (ترمذی، ابن ماجہ)

۱۵- آپ ﷺ نے صہیب رضی اللہ عنہ کو آشوب چشم لاحق ہونے کی وجہ سے کھجور کھانے سے روکا لیکن چند کھجوروں کے کھانے کی

اجازت دیدی، اسی طرح علی رضی اللہ عنہ کو بھی آشوب چشم لاحق ہونے پر رطب (تازہ کھجور) کھانے سے منع فرمایا۔

۱۶۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کسی کے کھانے کے برتن میں مکھی گرجائے تو اسے ڈبودو، اسلئے کہ اسکے ایک بازو میں بیماری ہوتی ہے اور دوسری میں شفا ہوتی ہے" (بخاری)

۱۷۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تلبینہ بیمار کے دل کے لئے آرام دہ ہے اس سے اسکے بعض غم دور ہو جاتے ہیں" (متفق علیہ)
التلبینہ : جو کہ اٹا کو چھاند کر بنایا گیا شوربہ کو کہتے ہیں۔

۱۸۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ: "کلونجی کو استعمال کرو، کیونکہ اس میں موت کے علاوہ ہر بیماری کے لئے شفا ہے" (متفق علیہ)

۱۹۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "کوڑھی سے اسی طرح بھاگوس طرح شیر سے بھاگتے ہو" (بخاری)
نیز آپ ﷺ کا ارشاد ہے: "کسی مریض کو صحیح شخص پر نہ وارد کرو یعنی لے جاؤ" (متفق)

(علیہ)
۲۰۔ وفد ثقیف میں ایک کوڑھ میں مبتلا شخص
تھا تو آپ ﷺ نے اسے خبر بھجوا یا کہ: " واپس
چلے جاؤ کیونکہ میں نے تم سے بیعت لے لی "
(مسلم)

ب۔ شرعی علاج میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ^۱

۱۔ آپ ﷺ جنوں اور انسانوں کی نظر بد سے اللہ کی پناہ مانگا کرتے تھے، اور نظر بد سے دم کرنے کا حکم دیا، اور فرمایا: "بے شک نظر حق ہے، اگر کوئی چیز قضاء و قدر سے بھی بڑھ جاتی تو وہ نظر ہی ہو سکتی تھی، اور جب تم میں سے کسی سے غسل کرنا طلب کیا جائے تو اسے غسل کر لینا چاہئیے" (مسلم)

۲۔ نبی کریم ﷺ نے اپنے گھر میں ایک باندی دیکھی، جس کے چہرہ پر جھائیاں تھیں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسے جھاڑ پھونک کراؤ کیونکہ اسے نظر لگ گئی ہے" (متفق علیہ)

السَّفْعَةُ: سفحہ سے مراد جاتی نظر ہے جسکی وجہ سے اسکے چہرہ کارنگ سرخ سیاہ مائل ہو گیا تھا۔

۳۔ آپ ﷺ نے بعض صحابہ سے جب انہوں نے بچھو کے ڈسے ہوئے شخص کو سورہ فاتحہ کے ذریعہ جھاڑ پھونک کیا اور وہ شفا پا گیا فرمایا: "اور تمہیں کیسے معلوم کہ یہ (سورہ فاتحہ)

¹ (زاد المعاد ۴/۱۴۹)

رقیہ (جھاڑپھونک و منتر) ہے۔" (متفق علیہ)
 ۴۔ ایک شخص آپ ﷺ کے پاس آکر کہنے لگا کہ مجھے گزشتہ رات بچھونے ڈنک مار دیا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اگر تو شام کو یہ دعا پڑھ لیتا: "أعوذ بكلمات الله التامات من شر ما خلق" میں اللہ کے پورے کلمات کے ذریعہ پناہ مانگتا ہوں اس چیز کے شر سے جسے اس نے پیدا کیا،" توجہ کو کوئی نقصان نہ پہنچتا۔ (مسلم)

ج۔ آسان نفع بخش قدرتی و شرعی دونوں علاج کرنے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ^۱
 ۱۔ جب کوئی انسان شکایت کرتا یا اسے کوئی زخم یا پھوڑا ہوتا، تو آپ ﷺ اپنی انگشت شہادت کو زمین پر رکھتے پھاٹھا کریہ دعا پڑھتے: "بسم الله تربة أرضنا، بريقة بعضنا يُشفى سقيمنا، بإذن ربنا"

اللہ کے نام سے ہماری زمین کی مٹی ہم میں سے بعض کے لعاب سے ہمارے مریض کو شفا دے گی ہمارے رب کی اجازت سے" (متفق علیہ)

^۱ زاد المعاد (۴/۱۷۱)

۲۔ بعض صحابہ کرام نے آپ ﷺ سے درد کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اپنے ہاتھ کو جسم کے تکلیف والے حصہ پر رکھو (پھر تین مرتبہ بسم اللہ کہو) اور سات مرتبہ یہ دعا پڑھو: "أعوذ بعزّة الله وقدرته من شر ما أجد وأحاذر"

میں اللہ کی عزت و قدرت کے ذریعہ اس چیز کی شر سے پناہ چاہتا ہوں جسے میں پاتا ہوں اور خوفزدہ ہوں" (مسلم)

آپ ﷺ اپنی بعض بیویوں پر (بیماری سے) دم کرتے تھے، آپ ان پر اپنا دایاں ہاتھ پھیرتے اور یہ دعا پڑھتے:

"اللهم رب الناس أذهب البأس، واشف أنت الشافي، لا شفاء إلا شفاؤك، شفاء لا يغادر سقماً" (متفق علیہ)

اے میرے اللہ! لوگوں کے پروردگار تکلیف کو دور کر دے، اور شفا عطا فرما، تو ہی شفا کا مالک ہے، ایسی شفا عطا کر جو کسی بیماری کو نہ چھوڑے" (متفق علیہ)

آپ ﷺ جب بیمار کے پاس بیمار پرسی کے لئے

جاتے تو فرماتے
"لا بأس طهور إن شاء الله" (بخاری)
کوئی حرج نہیں یہ بیماری اللہ نے چاہا تو
(گناہوں سے) پاک کرنے والی ہے " (بخاری)

محتاج دعا

abufaisalzia@yahoo.com

فہرس موضوعات

صفحہ نمبر	موضوع
3	مقدمہ
5	1- طہارت و قضائے حاجت میں آپ ﷺ کا طریقہ
5	ا۔ قضائے حاجت میں آپ ﷺ کا طریقہ
6	ب۔ وضوء میں آپ ﷺ کا طریقہ
10	ج۔ دونوں موزوں پر مسح کرنے میں آپ ﷺ کا طریقہ
11	د۔ تیمم میں آپ ﷺ کا طریقہ
12	2- نماز میں آپ ﷺ کا طریقہ
12	ا۔ قرأت و استفتاح میں آپ ﷺ کا طریقہ
17	ب۔ آپ ﷺ کے نماز پڑھنے کا طریقہ
25	ج۔ نماز میں حرکتوں کے سلسلے میں آپ ﷺ کا طریقہ
27	د۔ نماز کے بعد اعمال میں آپ ﷺ کا طریقہ
29	ھ۔ نفل اور رات کی نماز میں آپ ﷺ کا طریقہ
34	3- جمعہ کے دن آپ ﷺ کا طریقہ
37	4 - عیدین میں آپ ﷺ کا طریقہ

40	5- سورج گرہن کے موقع پر آپ ﷺ کا طریقہ
42	6- نماز استسقاء میں آپ ﷺ کا طریقہ
45	7- نماز خوف میں آپ ﷺ کا طریقہ
48	8- میت کی تجہیز و تکفین میں آپ ﷺ کا طریقہ
51	ا- میت پر نماز پڑھنے میں آپ ﷺ کا طریقہ
53	ب- دفن اور اسکے متعلقہ امور میں آپ ﷺ کا طریقہ
55	ج- قبرستان اور تعزیت کے سلسلے میں آپ ﷺ کا طریقہ
58	9- زکات و صدقات میں آپ ﷺ کا طریقہ
58	ا- زکاة میں آپ ﷺ کا طریقہ
61	ب- زکاة فطر (صدقہ فطر) میں آپ ﷺ کا طریقہ
61	ج- نفلی صدقہ میں آپ ﷺ کا طریقہ
64	10- روزہ میں آپ ﷺ کا طریقہ
66	ا- رمضان کے روزے میں آپ ﷺ کا طریقہ
66	ب- روزہ میں جائز و ناجائز امور کے بارے میں آپ ﷺ کا طریقہ
68	ج- نفلی روزوں میں آپ ﷺ کا طریقہ
71	د- اعتکاف میں آپ ﷺ کا طریقہ

74	11- حج و عمرہ میں آپ ﷺ کا طریقہ
74	ا۔ عمرہ میں آپ ﷺ کا طریقہ
75	ب۔ حج میں آپ ﷺ کا طریقہ
93	12- ہدیٰ قربانی اور عقیقہ میں آپ ﷺ کا طریقہ
93	ا۔ قربانی کے جانور میں آپ ﷺ کا طریقہ
95	ب۔ قربانی میں آپ ﷺ کا طریقہ
97	ج۔ عقیقہ میں آپ ﷺ کا طریقہ
99	13- خرید و فروخت اور معاملہ داری میں آپ ﷺ کا طریقہ
103	14- نکاح و معاشرت میں آپ ﷺ کا طریقہ
108	15- کھانے پینے میں آپ ﷺ کا طریقہ
108	ا۔ کھانے میں آپ ﷺ کا طریقہ
114	ب۔ پینے میں آپ ﷺ کا طریقہ
118	16- دعوتِ الی اللہ میں آپ ﷺ کا طریقہ
121	ا۔ صلح و امان اور قاصدوں کے ساتھ معاملہ کرنے میں آپ ﷺ کا طریقہ
125	ب۔ بادشاہوں کو اسلام کی دعوت دینے اور قاصدوں کو خط و کتابت کے ذریعہ ان کے پاس بھیجنے میں آپ ﷺ کا طریقہ
125	ج۔ منافقوں کے ساتھ معاملہ داری میں آپ ﷺ کا طریقہ

	ﷺ کا طریقہ
127	17- ذکر و اذکار میں آپ ﷺ کا طریقہ
128	ا۔ صبح و شام کے ذکر کے بارے میں آپ ﷺ کا طریقہ
133	ب۔ گھر میں داخل ہونے اور نکلنے کے ذکر کے بارے میں آپ ﷺ کا طریقہ
135	ج۔ مسجد میں داخل ہونے اور نکلنے کے بارے میں آپ ﷺ کا طریقہ
137	د۔ چاند دیکھنے کے وقت کے دعا کے بارے میں آپ ﷺ کا طریقہ
137	ه۔ جمابی اور چھینک کے وقت کے ذکر کے بارے میں آپ ﷺ کا طریقہ
139	و۔ بیماری میں مبتلا شخص کو دیکھ کر دعا پڑھنے کے بارے میں آپ ﷺ کا طریقہ
140	ز۔ مرغ کی بانگ دینے اور گدھے کے بینکنے کے وقت دعا پڑھنے کے بارے میں آپ ﷺ کا طریقہ
140	ح۔ غصہ کے وقت دعا پڑھنے کے بارے میں آپ ﷺ کا طریقہ
141	18- اذان اور اسکے ذکر کے بارے میں آپ ﷺ کا طریقہ
143	19- ذی الحجہ میں ذکر کے بارے میں آپ ﷺ

	کا طریقہ
144	20- قرآن کی تلاوت میں آپ ﷺ کا طریقہ
147	21- خطبہ میں آپ ﷺ کا طریقہ
152	22- نیند و بیداری اور خواب میں آپ ﷺ کا طریقہ
157	23- زینت، شکل و صورت لباس اور فطری امور میں آپ ﷺ کا طریقہ
162	24- اجازت طلبی اور سلام میں آپ ﷺ کا طریقہ
166	25- گفتگو و سکوت اور زبان کی حفاظت اور الفاظ و ناموں کے اختیار کرنے میں آپ ﷺ کا طریقہ
170	26- چلنے اور بیٹھنے میں آپ ﷺ کا طریقہ
173	27- خوش کن نعمت کے حاصل ہونے یا عذاب کے ٹلنے وقت آپ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا طریقہ
174	28- بے چینی، حزن و غم اور رنج کے علاج میں آپ ﷺ کا طریقہ
178	29- سفر میں آپ ﷺ کا طریقہ
185	30- دوا و معالجہ اور مریض کی عیادت میں آپ ﷺ کا طریقہ

187	ا۔ قدرتی دواؤں کے ذریعہ علاج کرنے میں آپ ﷺ کا طریقہ
194	ب۔ شرعی علاج میں آپ ﷺ کا طریقہ
195	ج۔ آسان نفع بخش علاج میں آپ ﷺ کا طریقہ
198	فہرس موضوعات